

میں ہندوستانی معاملات میں ظاہر کیا کرتے تھے۔
 ایک بے شک کی درگت ناگپور کے بے شک میں حال
 ہی میں چار عیسائیوں کو ایک ایک گاؤں میں وغیرہ کرتے گئے۔ مگر
 عیسائیوں نے دیہاتیوں کی ناراضگی دیکھ کر
 بالکل پر سوار ہو کر گاؤں سے باہر ہو جانے
 گئے کہ چند باشندگان نے بے شک صاحب کو
 بالکل پر سے گر کر لاکھٹیوں سے خوب مارا
 سر اور بازوؤں پر سخت زخم آئے۔
 د ایڈیٹر۔ دیہاتیوں کا سر تو پھیرا نہیں تھا
 آخر کوئی امر اشتعال پیش آیا ہی ہوگا
 یا انھوں نے تجھ پر کرنا چاہا ہوگا کہ یہ سیدھی
 تعلیم پر کھانک عمل کرتے ہیں۔

دنیا اسلام کی خبریں

جرائد کا انتخاب

مسئقی وزیر اعظم ایران کے خلاف جو فتویٰ
 مجتہدان ایران کی طرف سے کفر کا لگا یا گیا
 وہ صرف اس لیے ہے کہ ان کا تعلق شیعہ
 فرقہ بانی کے ساتھ ہے۔ قطع نظر اس کے کہ ایسا
 وزیر خیر ایران کو ملنا محال ہے یہ لائق توجہ
 یورپ کی چال بازیوں کو خوب سمجھتا ہے اور چاہتا
 ہے کہ دولت ایران اور دولت عثمانیہ میں
 اتفاق قائم رہے اسکی غمخیزی ایران کے حق
 میں نہایت مضرب ہے اگر ایران بہت جلد
 واپس نہ لے تو اس کے حق میں اچھا نہ ہوگا۔
 افسوس کہ ہر جگہ مذہبی مقتدا ہی کام خراب
 کرتے ہیں۔ (روزانہ پیپ بحوالہ الراوی)
 اس خبر کا آخری حصہ بڑی وضاحت کے
 ساتھ اس امر کو ظاہر کر رہا ہے کہ کل ممالک
 اسلامیہ کے مقتدر اڈوں کی حالت بگڑ رہی ہے
 پھر ایسی حالت میں یہ کہنا کہ کسی ایسے امام
 کی ضرورت نہیں جو خدا سے تائید پا کر آئے
 سچے غلطی اور نادانی ہے۔ (ایڈیٹر)

مصر کے مفتی اعظم شیخ محمد عبدہ کی واپسی یورپ
 پر یونٹو قضا پر تہنیت کی ٹھہر گئے مگر خیر
 شیخ عبدالحلیم ازہری کا قصیدہ قابل تریف
 ہے اس قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے
 وما المجد الا الاتباع لشرعنا
 وما الشرع الا ما اناس تہتدوا
 واقعی انسان کے لیے سب سے بڑی فضیلت یہ ہوتی
 ہے کہ وہ مذہب حق کا پابند ہو اور مذہب حق
 کی فضیلت یہ ہے کہ لوگ ہدایت پائیں
 (ایڈیٹر۔ اسلام کے کمالات اور خوب موک
 اظہار کا اس وقت اکیلا ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ
 الصلوٰۃ والسلام ہی کی پاکیزہ ذات ہے کیونکہ وہ کل
 نمونہ اسلام کی پاک ہدایتوں کی اتباع کا ہے اور

بھی وجہ ہے کہ آج اس سے افضل انسان دنیا
 میں نہیں ہے۔)
 کابل میں اس خبر کو تازہ کیا گیا ہے کہ اگرچہ
 خان ہندوستان تشریف لائیں گے لیکن فرانس
 نے اس امر کا کہنے کسی دربار میں بھی ذکر نہیں کیا
 اور اس خبر کی تصدیق سرکاری طور پر بھی نہیں
 ہوئی جب تک اس قسم کی خبریں موصول نہیں
 کہ سامان بار برداری وغیرہ کابل سے ڈاکو
 آرہا ہے اسوقت تک اس پر صاحب کے ہندوستان
 آنے کا یقین نہیں ہے۔

مصری مسلمان جس قدر روپیہ سیونک بنک
 میں جمع کرتے ہیں اس پر سود نہیں لیتے اس لیے
 گورنمنٹ مصر نے خدیو معظم کی خدمت میں یہ تجویز
 پیش کی ہے کہ سیونک بنک کی امانتی رقم
 کو تجارت میں لگا دیا جاوے اور ہر سال نصف
 منافع سووہ شریک پر تقسیم کیا جاوے تو
 پھر غالباً کسیک اس منافع لینے میں انکار نہ
 ہوگا۔ مگر خدیو معظم اس سے کوئی بہتر عمل
 تجویز نہ کرنے کی فکر میں ہیں

نواح کابل سے گرانی غلہ کی شکایت آئی
 ہے امیر صاحب نے کووال کے نام حکم جاری
 کیا ہے کہ جس طرح ہو غریبوں کی مدد کریں۔
 دیہ و دوسری آفت ہے جو انہوں نے زراعت و عید
 الاطیف کی شہادت کے بعد کابل پر آئے
 والی ہے۔ (ایڈیٹر)

عرب کا مشہور شاعر
 ابو العلاء اور غریب
 جس کا نام ابھی تک
 گمنامی کی حالت میں تھا۔ اب اسے روشنی
 لایا گیا ہے۔ ابو العلاء سے تعلق ہی مدت
 بعد "غریب" مشہور فارسی شاعر پیدا ہوا
 جس سے اپنے اشعار میں ابو العلاء کا ڈھنگ
 اختیار کیا۔ اور اس نے ایسی شہرت حاصل
 کی کہ یورپ اس کی باتوں کو از حد قیمتی جانتا
 ہے اور کئی زبانوں میں اس کے اشعار کا
 ترجمہ کیا گیا۔ حال میں ملک شام کے ایک
 مشہور ادیب اور شاعرین آفندی جو جلیل
 حلالک مشرہ امریکہ میں اقامت پذیر ہے
 یہ محسوس کر کے کہ جو عزت آجکل یورپ میں غریب
 غلام کی ہو رہی ہے۔ اس کا اصلی مستحق
 ابو العلاء ہے کیونکہ غریب نے فقط اس کے
 خیالات کو عربی سے فارسی میں اور کیا ہے
 ورنہ ساری فضیلت ابو العلاء کو ہے۔ ابو
 العلاء کے اشعار کو انگریزی نظم میں ترجمہ
 کرنا شروع کیا ہے۔ چنانچہ ایک حصہ کا ترجمہ
 چھپ بھی گیا ہے۔ جسے دیکھ کر مترجم کی علی
 لیاقت اور قابلیت کی داد بیسیا ختم دینی
 پڑتی ہے کہ اس نے کس طرح عربی نظم کو انگریزی
 نظم میں اور کیا ہے۔ معافی اور مدعا میں زرا

بھی فرق نہ آئے رہا۔ بلکہ اکثر مقامات پر ترتیب
 بھی وہی رہی ہے۔ بطور نمونہ اس جگہ ناظرین
 کی تفریح کے لیے اصل عربی کی ایک رباعی
 ترجمہ انگریزی ذیل میں درج کی جاتی ہے جس
 سے باقی کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے

والحمد والکبر صدان اتفاقهما
 مثل اتفاق قباء السن والکبر
 یحین تناقض هذا من تزايد ذ

واللیل ان طال غالیوم بالفقر
 Virtue and pride cannot each
 other great.
 As youth and age themselves
 can never meet.
 When this one grows, the other
 shrinks and when,
 The night is long, the day
 is not complete.

ایسے بیسیوں جہا ہرات عربی کے نثرانوں میں ملتی
 ہیں کہ جن سے آج دنیا واقف نہیں۔ مسر
 اپنی بیسنت کی پختی قابل قدر ہے
 کہ مسلمانوں کو چاہیے۔ ایسی عربی کتب
 انگریزی میں ترجمہ کریں۔ (پلیس)

تفسیر القرآن

ایک بے نظیر تفسیر ہے جس کا جانی اگر عبد
 الحکیم خان صاحب ایم بی نے کمال کثرت
 اور عرق ریزی کے ساتھ تصنیف فرما کر بغرض
 اصلاح حضرت مسیح آخر الزمان علیہ السلام
 اور مولانا نور الدین صاحب کو نصف ہے
 زیادہ سادہ سنی تھی مسیح الزمان علیہ السلام نے وقتاً
 انکی نسبت یہ ارشاد فرمایا ہے نہایت
 عمدہ ہے۔ تیسری بیان ہے۔ قرآنی سخاوت
 خوب بیان کی ہے۔ دونوں پر اثر کرنا والی
 حضرت مسیح الزمان اور مولانا نور الدین علیہما
 السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی
 اب فضل ربانی سے چھپکر طیار ہو چکی ہے۔
 خریداران الحکم والہد کو بارہ عم کی تفسیر
 مفت محض۔ کے کلٹ آئے پر بطور عمدہ
 بھیجی جاسکتی ہے قیمت بلا جلد ملے مع
 جلد ہے بارہ دوم کی قیمت ۲۰۰ عم کے
 بارہ کی قیمت ۲۰۰ عم کے
 المشترک خاکسار شیخ محمد خان میوہ مطبعہ
 مقام قزاقوڑی ضلع کرناں
 درخواست خریداری کے نام تر اوڑھی
 آتی چاہیں۔

تادی میں چند مشرہ
 نے ایک گڈ ری کے
 سا دختر کو حیرا چھپین

یا غریب گڈریا انصاف کا خدا کا بہت عرصہ
 تک عدالتوں میں مارا مارا پھر تار مار کر کسی نے
 انکی داد فریاد نہ سنی آخر اسے تنگ آکر خود زور
 باز سے لڑکی کو مشرہ یوں کے بہرہ چھوڑے
 چھڑا لیا۔ جس پر تمام مشرہ آزادہ کشاد ہو گئے
 اور جب غریب گڈریے نے اپنے ڈیفنس میں
 ماحقہ اٹھائے تو اسکو بطور ایک مجرم کے جیل
 خانہ کا منہ دیکھنا پڑا۔ گو مائیکورٹ سے وہ
 ہو گیا مگر یہ مائی ان کلینوں اور مصیبتوں کے
 مقابلہ میں جو اسے برداشت کرنی پڑی ہے
 (ایڈیٹر۔ شاہنشاہ ایسٹرن ناصری کے نیوا
 شاہنشاہ! ایک گالہ پر پٹا چھ کھاکر دوسری پر دے
 اور بہاڑی وغیرہ کی منادی کہے والے شاہنشاہ!
 عیسائی ضرور بتایا جاوے خواہ انصاف چھوٹی
 اور قوانین مذہب و ملک کی کتنی ہی بھیر مٹی
 بھجوں نہ ہو ۹)

البشر ایک چرخ دینی والی خبر تیا
 ہے کہ علی گڑھ کالج کے طلباء
 چرچ مشن کا بہت بڑا اثر تیا
 اور طلباء سے محبت گوائے جاتے ہیں اگر نوائے
 الملک بہادر نے انتظام نہ کیا تو آئندہ ہفتہ تک
 وہ سب حال کھول دیتے۔
 (ایڈیٹر۔ اس بار کا افشا تو از بس ضروری کہ
 مسلمانوں کو معلوم ہو کہ علی گڑھ کالج میں کیا ہو رہا ہے۔)

خطبہ عید الفطر

از حضرت حکیم الامتہ

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدًا لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاعْبُدْهُ تَعْبَادَ الْعِبَادِ
اَمَّا بَعْدُ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
هَؤُلَاءِ اَقْبَلَتْ لِلنَّاسِ وَالْحَجَّةُ وَلَيْسَ
الْبِرُّ اَنْ تَأْتُوا النُّبُوْتَ مِنْ ظُهُورِهَا
وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اَتَى الْاَقْبَى وَاتُوا النُّبُوْتَ
مِنْ اَبْوَاسِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

ہر کوئی جس کا سینہ بڑھتا ہے اس کو مع
کے جس سے میں میں رمضان اور روزہ کا تذکرہ
سے اس سے سلام ہو تا ہے کہ عید الفطر
کے ہوا کی کسی محبت تھی اور سلام اور اس کے
جائزات پر آگاہی پائے کہ کس قدر سرفراز تھا
اس سے پیشتر کے
روزہ کی حقیقت کہ اس سے
نفس پر قابو حاصل ہوتا
ہے اور انسان تھی جائزہ
انسان کو جو ضرورتیں
پیش آتی ہیں ان میں سے بعض تو نفسی پہلے
اور بعض تو فنی اور بقائے نفس کی۔ شخصیت
جیسے کھانا پینا ہے اور تو فی ضرورت جیسے
نفس کے لیے جوئی سے خلق۔ دن دو دن جسم
فنی ضرورتوں پر ضرورت حاصل کرنے کی راہ
کھانا ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ انسان
متقی بننا سیکھ لے۔ آجکل دن چھوٹے ہیں
سورج کا موسم ہے اور ماہ رمضان بہت آسانی سے
گزارا کر گزریں جو لوگ روزہ رکھتے ہیں وہ
جانتے ہیں کہ جھوک چاہیں کا کیا حال ہوتا ہے
اور جو لوگ اس بات کا علم ہوتا ہے کہ ان کو
جوئی کی جو بوں کی کس قدر ضرورت پیش آتی ہے
حمت کر کے موسم میں انسان کو پیاس لگتی ہے
جو نہ خشک ہوتے ہیں۔ گھر میں معدوم
بروت۔ مزہ دار شہوت موجود ہیں مگر ایک روزہ
داران کو نہیں پتہ۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس کے
سوا کریم کی اجازت نہیں کہ اگر استعمال کرے
جھوک لگتی ہے ہر ایک قسم کی نفست۔ روزہ بڑا
قلبیہ۔ قدرہ۔ فزنی وغیرہ گھر میں موجود ہیں۔ اگر
ہوں تو ایک آن میں اٹھا۔ سے لے کر پھینک دے
مگر روزہ داران کی طرف مانتہ نہیں بڑھا گیا
صرت اس لیے کہ اس کے سوا کریم کی اجازت نہیں۔

شہوت کے نفوس سے چھٹے جاتے ہیں اور کسی
طبعیت میں علت اضطراب جوار کا ہوتا ہے
جوئی بھی حسین و جمیل اور صبح مغربی موجود
ہے مگر روزہ دار اس کے نزدیک نہیں جاتا کیوں
صرت اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ اگر جوار کا تیر خدا
مقاس ناراض ہوگا۔ اس کی مدد ملے گی
ان باتوں سے روزہ کی حقیقت ظاہر ہے کہ
انسان اپنے نفس پر تسلط پیدا کر لیتا ہے
کہ گھر میں کسی ضرورت اور استعمال کی چیز پر
جس کا استعمال ہوا کی رضائے لیے وہ سب تقاضا
نفس ان کو استعمال نہیں کرتا تو وہ شیا اسکو
میسر نہیں ان کی طرف نفس کو کیوں راغب
ہوئے نہ گا۔ رمضان شریف کے ہینہ کی
بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کسی بھی شہوت پر
کیوں نہیں مگر خدا کا ماننے والا غصہ کی رضا
سنی کے لیے ان سب پر پانی پیر و تسلیم اور
ان پر رو نہیں کرتا۔ قوت شریف روزہ کی حقیقت
اور غلاستی کی طرف خدا شاہ فرما اور کہتا ہے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ
الصِّيَامُ مِمَّا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ

روزہ تمہارے لیے اس لیے ہے کہ تقویٰ
کھینچنے کی جگہ جوار سے۔ ایک روزہ
دار خدا کے عین تمام چیزوں کا ایک وقت
ترک کرتا ہے خدا شہوت سے مائل قرار پاتا ہے
اور ان کے کھانے پینے کی اجازت دیتی ہے۔
صرت اس لیے کہ اس وقت سب سے بڑا کی طرف
نہیں تو یہ کھانے پینے کو پھر وہی نفس ان
چیزوں کے حاصل کرنے کی کوشش کرے جن کی
شریت نے مطلق اجازت نہیں دی اور وہ حرام
کھاوے پئے اور جو کار کیوں شہوت کو بڑا
کے تقویٰ کے لیے ایک جزئی بیان کی ہے
آپس میں ایک دوسرے کا مال مست کھا یا کرو۔
حرام خوردی اور مال
بالباطل کا کھانا کھائی اتم
کا ہوتا ہے ایک روزہ
اپنے آفت پروری تو وہ لیتا ہے گروہ اپنا کام
نسبی یا غفلت سے آفاقے مشا کے موافق
نہیں کرتا تو وہ حرام کھاتا ہے۔ ایک روزہ دار
یا پیشہ ور غریب ایک دھوکا دیتا ہے اسے چیم
اکھڑی حوا دکر تا ہے اور بول پورا لیتا ہے تو وہ
اپنے نفس میں غور کرے کہ اگر کوئی اس طرح کا
معاملا اس سے کرے اور اسے معلوم بھی ہو کہ یہ
ساتھ دھوکا پورا کیا وہ اسے پسند کرے گا مگر
نہیں جب وہ اس دھوکہ کو اپنے عزیز کے لیے
پسند کرے تو وہ مال بالباطل کھاتا ہے اس کے
کاروبار میں ہرگز برکت نہ ملے گی پھر ایک شخص
محنت اور مشقت سے مال کا مالک ہے مگر روزہ
ظلم یعنی رخصت۔ دھوکا۔ فریب۔ سے
اس سے لینا چاہے تو یہ مال بھی مال باطل
ہوتا ہے۔ ایک طبیب ہے۔ اس کے پاس مریض بیمار

اور محنت اور مشقت سے جو مال کا مالک ہے
میں سے بطور خیرات کے طبیب کو دیتا ہے ایک
عطار سے وہ دوا خریدتا ہے تو اگر طبیب اسکی
دوا تو نہیں کرتا اور عطار عہدہ دوا نہیں دیتا
جو کہ اسے نقد مل گیا اسے قیمت خیال کرتا ہے
پڑتی دوا میں دیکھتا ہے کہ میں نے تاہر اسے زانی
ہوئی ہیں تو سب مال بالباطل کھائی ہیں
غرض سب پیشہ ور محنت کر چکے ہیں چار بھی سوچیں
کہ کیا وہ اس امر کو پسند کرتے ہیں کہ انکی ضرورت پر
انکو دھوکا دیا جائے اگر وہ پسند نہیں کرتے تو پھر
دوسرے کے ساتھ خود ہی ناجائز حرکت کریں
کرتے ہیں روزہ ایک ایسی شے ہے جو ان تمام
بری عادتوں اور نیاروں سے انسان کو روکنے
کی تعلیم دیتا ہے اور تقویٰ حاصل کرنے کی مشق
کھاتا ہے جو شخص کسی کا مال دیکھے وہ مال
دینے والے کی اغراض کو ہمیشہ مد نظر رکھ کر مال
لیوے اور اسی کے مطابق اسوشے دے۔

روزہ جیسے تقویٰ
کھینچنے کا ایک ذریعہ
ہے دیکھتے ہیں
آپس حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے اسی لیے اس
ماہ رمضان کا ذکر فرماتے ہیں ساتھی
بھی بیان کیا ہے
اِذَا اسْتَلَّ عِبَادِي عِثِّيْ فَاِنِّيْ خَرِيْبٌ
اِجِبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَاكَ
فَلْيَسْمِعِيْ يَوْنِيْ وَالْيَوْمَ وَالْيَوْمَ
بِزَمَانٍ وَنَحْوِ
یہ ماہ رمضان کی ہی شان میں فرمایا گیا ہے اور
اس سے اس ماہ کی عظمت اور برتری کا پتہ چلتا
ہے کہ اگر وہ اس ماہ میں دما میں دیکھیں تو وہ
قبول کر دے گا لیکن اگر چاہے کہ میری بات کو
قبول کریں اور مجھے مانیں۔ انسان جس قدر
نزدیکی باتیں دیتے ہیں قوی ہوتا ہے خدا
بھی دیکھتے ہیں اس کی باتیں اٹھاتے انعام
پر مستحق ہیں۔ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ
کو رشتہ سے بھی خاص غفلت سے اور اسکا تذکرہ
خدا پر ایمان اس کے احکام کی اتباع اور دھوکا
دینے اور بھی باتیں ہیں ان سے قربائی حاصل
ہوتی ہے۔

جب حاجات نے دیکھا
کہ ایک ماہ رمضان
کی عظمت اور شان
ہے اور میں قرب
آپس کے حصول کے لیے ذرا بعد موجود ہیں تو اسے
دل میں خیال گذرا کہ میں سے کہ روزہ چاندوں
درمہدیں میں بھی کوئی ایسے ہی اسرار مخفی ہو
قرب آپس کے ذرائع موجود ہوں وہ معلوم ہو
جائیں اور ہر ایک ماہ کے ایک ایک احکام کا
علم ہو جاوے اس لیے حضور نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے عرض کیا کہ دو سو چاندوں کا احکام

اور حیارات خاص بھی بتا دیے جاویں گے
یہاں فقط اھلہ کا
استعمال ہوا ہے جو کہ
مال کی جس ہے بعض
کے نزدیک تو پہلی دوسری اور تیسری کے چاند
کو اور بعض کے نزدیک سائیس کے چاند کو مال
کہتے ہیں اور پھر اس کے بعد لفظ اصطلاح پاتا
ہے احادیث میں جو مہدی کی علامات آئی ہیں
ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک ہی ماہ رمضان
میں چاند اور سورج جو گرہ ہوں گے
مہدی کی علامت
کا وہاں چاند کے لیے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ اصطلاح
استعمال کیا ہے اور اعلیٰ درجہ کا قدر ۱۲-۱۳
۵-۶ تا مگر نکو ہوتا ہے اور اس کے گریں کی بھی
تا نہیں مقرر ہیں اس سے کہ زیادہ نہیں ہوگا
اور ایسے ہی سورج گریں کے لیے بھی ۲۰-۲۱
۲۸-۲۹ تا پنج ماہ قمری کی مقرر ہے مگر
قمری لفظ اپنے حقیقی معنی کے رو سے مہدی کی
علامت تھی۔ لیکن لوگوں نے تقریر کرنے والوں
جو کہ چاند کے مال کا لفظ لیا ہے اور اس کی
غلطی ہے۔

مصابہ کریم کے
سوال پر کہ اور
چاندوں کے
وہاں سے اور
اخلاص و عبادت سے اور طہارت و تقویٰ سے
ہی صوابیت للناس و انما حقہ علیہ
رمضان تقویٰ سکھانے کی ایک شہادت ہے
وہ ایک مہینہ جو پڑھتا ہے وہ انسان کی برتری
کے لیے ہے اسے انسان کو ہادیہ کہتے ہیں
دیکھ کر رہی شرف و قدر کے اور پھر ان میں
میں سے ایک ماہ اور کم ہو گیا ہے وہ بہت کم
کہ آئندہ چاند تک میری زندگی بچے نہیں رہے
قدر ہوئے وہ غور فرمیں کہ کھائے ہیں اور مال
ساکھانے میں دل و جان سے کوشش کرے اور
کے میری زندگی کی مثال بروقت لی جائے کہ ماہ
ہے۔ ہر چہ کہ کھاتی رہتی ہے اسکا وزن
کم ہوتا رہتا ہے اس لیے اسے کھانے کو بڑی ہمت
سے کام کرنا پڑتا ہے اور اسکی غفلت کا وہ خاص
اہتمام کرتا ہے ایسے ہی انسان کی زندگی کا حال
کو برکت کی مثال ہے کہ میں سے ہر وقت کھانے
کے کم ہوتا رہتا ہے اور اسکا کھانا سبب انسان
مردقت شمار میں ہے ۱۰-۱۱-۱۲ سال میں
گزر گئے اور اس نے ان کا سرا کھانے میں نہ جانا
تو وہ گویا سب کے سب کھانے میں کھاتا ہے
عطار سے ہر کھانے سے ایک کھانے سے لے کر
مرے ہیں اپنے ہاتھوں سے کھانے کو روک کر
آئے ہو اور ایک کھانے کی ہر کھانے سے
وقت کی خفاست کر کے کی ہے اور انکھیں کھاتا
ہے کہ وقت گزر گیا ہے اور کھانا کھانے کا
بھی کچھ کرے۔ یہی ایسی قسمیں ہیں اور وہاں
ایک دن ہو گیا ہے وہ کھانے اور کھانے
ایک لفظ ہی کا ایک کھانے کی وقت اس کے

پاتے ہیں۔ بعض اس سے زیادہ کوشش کرتے ہیں اور ان پر غلو ہے اور کثرت کا درلودہ کھانا ہے اس قسم کے لوگوں میں بھلائی اور اخلاق سے پیش آنے کا خیال و ارادہ بھی ہوتا ہے مگر چونکہ ان کی عقل بھی محدود ہوتی ہے اس لیے ان کی راہ بھی محدود ہوتی ہے ایک خدا کے اندر رہتے ہیں اور ان کو مستحق بھی محدود الفطرہ ملتے ہیں۔ تیسری قسم کے لوگ کوئی بھلائی ان کی نظر میں بھی نہیں ہوتی کسی محدود خیال سے نہیں ہوتی بلکہ ان کی نظر وسیع اور اس بات پر ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات وراء اور اسے کوئی عقل اور علم اسے محیط نہیں بلکہ کل دنیا اسکی محاط ہے اسکی رضا مندی کی راہوں کو کوئی نہیں ظن سکتا بجز اس کے کہ وہ خود کسی پر ظاہر کرے۔ یہ نظر انبیاء اور رسل اور ان کے خلفاء راشدین کی ہوتی ہے وہ نہ خود بخیر کرتے ہیں اور نہ دوسرے کی ترشیدہ سجاوید مانتے ہیں بلکہ خدا کی بتائی ہوئی راہوں پر چلتے ہیں۔ عرب کے نادانوں کو خیال تھا کہ جب وہ گھر سے حج کے لیے نکلیں اور پھر کسی ضرورت کے لیے آنکھ واپس گھر آنا پڑے تو گھروں کے دروازہ میں سے داخل ہوتا وہ مصیبت خیال کرتے تھے اور چھو سے چھتوں پر سے ٹاپ کر آتے تھے اور اسے ان لوگوں کی نیکی خیال کر رکھا تھا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ باتیں میں داخل نہیں بلکہ نیکی کا وارث تو منتفی ہے تم اپنے گھر میں دروازہ کی راہ سے داخل ہوا کرو اور تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم فلاح پاؤ

اس روح کو ایمان اور ضرورتیں ہیں جنکی کسی کو نہیں اور ہم جس ملک میں لوگ جاتے ہیں جہاں مرا کر جنگ کوئی نہیں آیا جو یہ بتا دو کہ وہاں کے لیے کسی قسم کے سامان کی ضرورت ہو کھانے پینے کا سامان اور اسایش کے واسطے کیا کیا انسان ساتھ یہاں سے گذرے زمانہ کی نسبت تو لوگوں کے بڑے بڑے عجب ہیں اور بعض مذہب اپنی قدامت پر بڑا فخر دنا کرتے ہیں آریہ کہتے ہیں کہ ہم ہزار برس سے ہیں اور چین مت والے ان کو بھی زیادہ قدامت میں قدم مار رہے ہیں اور رشت کے ماننے والوں سے تو حدیثی کر دی کہ کہا علیہ کے پہلے سترہ صفر بڑھا دیے۔

غرض کہ گذشتہ تاریخ کے دیکھنے میں انسانوں نے بڑو دھوکے ہیں ایسے ہی اسرار الہی علم خیم میں دور دور کے ستاروں کی تحقیق کی گئی ہے اور عجیب خاص اور ہیبت انکی دریافت کی ہے تاہم میں دانتک اور دور بینی میں یہاں تک نسبت پہنچائی ہے جو کثرت دنیا لوجی والوں نے زمین کے اندر بڑے بڑے عوط طے کائے مگر ایک کشتہ کے بعد کیا ہوئیو اللہ اسے کوئی نہیں بتا دیا۔ اور جب ایک کشتہ کے بعد کی خبریں بتائی جاتی تو ہر گز کیا ہوتا ہے اور کیا معلوم ہوتا ہے اسکی خبروں کی خبر خدا کی ہی ذات پر جو اسکی خبر دے سکتی ہے اور کوئی بھی بتا نہ سکا۔ اور نیکی بعد نکو فلان فلان اور کی ضرورت

اور ہم کو اس ولایت میں بودہ باش کے لیے کھانا کھانا کھانا درکار ہے۔ یہ خبر دنیا انکو خلیفہ اور ماموروں کے ذریعہ ملتی ہے اور جو کچھ وہ بتاتے ہیں وہ خدا سے ہر پا کر بتاتے ہیں اور نہ بذات خود جب کی کبھی نہیں ہوتے۔

رفنا واپسی کی وہی راہ ہوتی ہے جو اس وقت اپنے برگزیدہ یعنی معرفت بیان کرے اور خوش قسمتی سے ہمارا امام ان سے واقف ہوا وہ بتا سکتا ہے کہ تم اس طرح خدا کا قرب حاصل کر سکتے ہو لیکن جو شخص اپنی طرف سے کوئی راہ تجویز کرتا ہے اور بلا کسی الہی سند کے کہتا ہو کہ اس تو خدا راضی ہوگا وہ نفس دھوکا دیتا ہو خدا کی راہ بتاتا علم انسان کو تقویٰ کے ذریعہ سو حال ہوتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وانقواللہ وبعلم اللہ تم تقویٰ اختیار کرو اور اسد علم عطا کرے گا جس سے تم اسکی رضا مندی کی راہ پر چل سکو گے تقویٰ یہی ہے کہ انسان بالکل خدا کا مہر جاویں اسکا اٹھنا بیٹھنا چلنا بچھڑنا کھانا پینا ہر ایک حرکت سکون خدا کے لیے ہو جب وہ ہم تن پر ہو وادار ارادہ وکوشش کے لیے بنا دیکھا تو پھر خدا کی اس کا بجا و بجا من کا ن اللہ کا ن اللہ لا

میں نے اور پڑ کر کیا تھا کہ یہ وقت قابل قدر ہے چاندوں کے ذریعہ سے انسان کو وقت کی تعلیم ہوتی ہے اور یہ اسکی گذشتہ اور آئندہ عمر کا حق دیتے ہیں اسی طرح ہر ایامات کا ایک وقت قرار ہوتا ہے وہ جب ماضی سے نکل جاتا ہے تو پھر ماضی نہیں آیا کرتا دیکھو کل شام تک ایک وقت تھا اور اسے دن میں تندرست اور فقیہ کیلئے کھانا یا حرام تھا لیکن جب وہ وقت ختم ہو گیا تو اس کے احکام اور برکات بھی ختم ہو گئے۔ آج ایک وقت ہے کہ اسکا حکم کل سے بالکل منقذ ہے اگر کل تندرست اور فقیہ کے لیے کھانا دن میں حرام تھا تو آج اس کے واسطے نہ کھانا حرام ہے نہ پینا۔ ہماری آنکھ کان ناک دست و پا سب کچھ وہی ہیں جو کل تھے لیکن تقویٰ اطاعت اور حکم برداری کی بنا سے کل اور آج میں کس قدر تفرقہ ہو۔ واسطے خدا نے حج عیدہ نماز کھانے پینے سو فی جائے وغیرہ کی وقت مقرر کی ہے اور جب وقت پر ایکٹا حسب رضا واپسی کیا لایا جاتا ہے تو وہ فعل اور برکات کا موجب ہوتا ہے۔ کل روزہ رکھنے کا وقت تھا اور آج خدا کے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادۃ دراصل اطاعت کا نام ہے اگر کسی میں حکم الہی اطاعت نہ ہو تو وہی عبادۃ حرام اور بیہودہ جاتی ہے اس سے ایک سبق حاصل ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسے ہر ایامات کے لیے ایک وقت ہوتا ہے ایسے ہی کامل منتفی بننے کے لیے ایک وقت ہوتا ہے اور وہ وہ وقت ہوتا ہے جب خدا کی طرف سے کوئی اسکا خلیفہ دنیا میں آیا ہو سو یہ بھی وہی وقت ہے جب وقت ماضی سے نکل گیا تو پھر ماضی نہیں آتا۔ موت کا دروازہ تو کسی انسان کے لیے بند نہیں ہے جتنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین خاتم الانبیاء ہیں جن لوگوں کو آپ کا زمانہ پایا وہ آپ پر ایمان لائے اور منتفی بنے

لیکن آخر آپ فوت ہوئے اور ہمیشہ کے لیے ان لوگوں میں رہے۔ ان کے انکساف طیبہ دینیک بہر اور رہنے اور یہ ہر ایک نبی اور مامور کے ساتھ خدا کا فضل ہوتا ہے کہ کسی انکساف طیبہ بہت دینیک بہر کیسے ستور کی دینیک۔ لیکن وہ بذات خود اس نہیں رہتے۔ دیکھو جس مسیح کو دو ہزار برس کی عمر ہو کر تھے آخر وہ بھی مردہ ثابت ہوا انکے پیاروں کے اسے آسمان پر زندہ کہا مگر زمین پر مردہ ثابت کیا اور اسے انکساف ہی فرم گئے تعلیم کا یہ حال ہوا کہ خدا کا بیٹا بنا یا گیا۔ اسی لیے ہماری تعلیم میں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ عیدہ و رسول کا لفظ ایذا دہاک کہیں سابقہ قدموں کی طرح گمراہ ہو کر متبوع کو خدا نہ بنا سکیں۔ اور جب خدا کی توحید کا بیان کریں تو ساتھ ہی ساتھ ایک عیدہ کا بھی ذکر کیا جاوے۔ اگر ایسی تعلیم عیسائیوں کے مانتے ہوتی تو وہ گمراہ نہ ہوتے۔ میں وقت کا ذکر کر رہا تھا اس تنازعہ میں ہے کہ وقت کا خیال رکھو۔ یہ آج عیدہ الفطر ہے یہ جو زندہ ہے تو وہ ستر سال اسے پادے گا امام کے ماننے کا یہی وقت ہے جبکہ وہ زندہ موجود ہے اگر اس وقت نہ مانا تو پھر بچتا تو گے

ہر ایک مامور کے ماننے میں وہ تین وقت ہوا کرتے ہیں اور یہی آپ پر بھی وہ وقت تھے ایک تو مکہ کا جبکہ انحضرت کو ہر طرف سے دھوکا دیا جاتا تھا جان کے لئے پڑے ہوئے تھے اور اس وقت آپ کو بعض لوگوں نے مانا۔ دوسرا وہ جبکہ انحضرت مدینہ میں پہلے آئے اور بعض لوگ آپ پر ایمان لانے میں تیار وہ وقت جبکہ صحابہ دنیا کے فاتح ہو رہے تھے اور ایک پر ملک آپ کے قبضہ میں آ رہا تھا اب سوچو کہ ان تین وقتوں میں جن جن لوگوں نے مانا اور خرچ کیا کیا وہ برابر ہو سکتے ہیں فرح مکہ سے لے کر جن لوگوں نے خرچ کیا تھا انکی نسبت خود انحضرت نے فرمایا کہ اب جو لوگ احد کے بار کی برابر سونا خرچ کریں تو انکی وہ قدر نہیں ہو سکتی جو فتح مکہ سے اول ایک جہ کی مٹھی ہو سکتی ہے۔

خالد بن ولید جیسے فاتح خدا کی راہ میں خرچ کر نیکی کے سامنے یہ فقرہ کہا تھا مقام اور انکا وقت کہ تمہاری خدات اور فتوح ان لوگوں سے ہم بلکہ ہرگز نہیں ہونگی جو کہ فتح مکہ سے پیشتر ایمان لائے اور نہ انکی ان کے سامنے کچھ قدر ہے پس یاد رکھو کہ امام کے ماننے کا ایک وقت ہوتا ہے اسو ماضی سے کہنا نادانی ہے اور اس کے ساتھ ہو کر خرچ کر نہیں بڑی برکات ہوتی ہیں اور اس خرچ کا یہی وقت ہے اگر تم کرو گے تو خدا اسکا اجر اپنے ذمہ کرے گا اسے لیے خدا نے ہر ایک سلیم فطرہ میں ایک نظیر رکھا کہ جب کوئی کسی کی سلوک کرے یا نیکی کرے تو ایک سلیم فطرہ انسان کی گواہی نہیں کرتا کہ اسے بدلا نہ یا جاوے اور انکی ہر ایک فطرہ کھانے کپڑے تو اب سوچو جسے فطرہ میں یہ بات رکھ دی ہو وہ کیسے گوارا کرے گا کہ کسی نیکی کا بدلہ دے وہ ہر

غنی ہے اسکی راہ میں اسکی رضا مندی کے لیے جو کچھ خرچ کیا جاتا ہو وہ جزو بر لا دیتا ہے۔ اس لیے وعظ و نصیحت میں کیا کروں۔ میں مجدد ملہ مامور یا مسیح نہیں ہوں جو ہوا سے کشتی نوح بنا کر اٹھا رہے آگے رکھ دی ہو وہ جہد ہر بلا اچا جاتا ہے اور جہاں تو درکنار ہمارا تو رخ بھی اچھی اسطر ف نہیں ہے وہ کہتا ہے کہ مجھ کو بڑی بڑی فوارہ و اشکال میں لوبہ کے کاٹے ہیں اور رشوار گذار ہیں یہی مکر کی ہیں نازک پاؤں والے میرے ساتھ ہیں چل سکتے۔ پھر تو اسے یہ بھی کہتے سنا ہے کہ میں چمپے میں ٹھکرا لایا جاتا ہوں میں اسے ابھی کیسے پانی پیوں کیا اور اسے یہ بھی کہا ہے کہ بہت سی باتیں کہنے کے لائق ہیں مگر یہ تم میں انکی قبولیت اور سرور دشت کا مادہ ہیں یا نا ایسے نہیں کہتا میں اگر یہ سب باتیں سن کر کاٹھ میں آئیں اور شکوہ نفع نہیں دیکھیں تو میرا اور ایمان کیا قائم دیکھ سکتا ہو اس لیے نہ مانا۔ یہی ضروری ہے کہ اس وقت کی قدر کرو۔ اگر یہ ماضی ہو گیا تو پھر ہر اردو برس کے اوقات کے بعد بھی نہ مانا خرچ کر نیکی اور ہر کے نزدیک چل کر نیکی بھی وقت ہے نفس کا نزدیک امام کے ساتھ ہو کر مال خرچ کرنے سے بھی ہو کر ناہو وہ اب موجود ہو اور اس کی پیروی نہ ہو کر ماضی میں رہ کر چلا گیا تو میرے جیسے وہ غلو نہ کیا ہو۔ ۱۳۰ برس سے وعظ و ہر آئے ہیں دعا کرو اور وقت کا مظاہر کرو اور خدا کو قوت طلب کرو کہ وہ ان باتوں کی توفیق عطا کرے۔

مثلاً خرچ کر نیکی یہاں بڑے موقع ہیں یہاں خانہ ہے۔ بنگلہ خانہ ہے۔ کالج ہے۔ پھر بعض لوگ آتے ہیں لیکن وہ خرچ نہیں کرتے ہیں انکو خرچ کی ضرورت پڑتی ہے بعض دولت مند بھی آتے ہیں اور میں اکثر دفعہ لوگوں کو کہا ہے کہ وہ اگر اپنا سامان وغیرہ میرے حوالہ کر کے سپرد لیلیا کریں کہ کم نہ ہو کر کے مکہ وہ ایسا نہیں کرتے اور انکا سامان کم ہو جاتا ہے اور اساد کی ضرورت انکو آپڑتی ہے اور بعض ایسے ہیں کہ محض ابتغاء اللہ ہیں رہتے ہیں پھر وہ خیال بھی ہیں اگر جیسے ہمتھم اپنے فرائض کو کما حقہ بجا نہیں لاتے مگر تاہم انکا ہونا عینیت ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے فان لم یصلہا وابل فقلل تو ان سب اذیاجات کو مد نظر رکھنا اور ان برقوق پر خرچ کرنا چاہیے جہاں امور ہیں یا ماں اہم اور جو اس کو کم ہیں وہاں کم درجہ مہر چہ ہر ایک کا خیال رکھو

اس وقت اور خرچ کی یہ مثال ہے جیسے ایک کسان فقور سے لے کر بوکا و کھیت کو خدا کے سپرد کر کے چلا آتا ہے اور اگرچہ ان میں سے کچھ ضائع ہوتے ہیں یا ہر نہ سے کھاتے ہیں لیکن پھر بھی منوں خدا ان سے پیدا ہوتا ہے مگر ہر وقت بیچ بونے سے وہ پیپا ہر حال ہے جو بیچ پر بیچ بونے سے حاصل ہو سکتی ہے۔

غرض کہ ہر ایک چاند کو عینیت جانو اور اپنی بیوی کنی بہتری خلق اسکی بہتری کو ہر وقت مد نظر رکھو اور نیک سلوک سے سبک پیش آؤ اس وقت جو مراتب تکمیل سکتے ہیں نہیں دیکھتے۔ ہر ایک جیسے ہر کام کھانا ہو وہ ہر ہر ارتکے طرف سے نہ لیکھا خدا سو فہ مانگو کہ وہ نیکی کر نیکی اور ہر ایک کو نیکی توفیق دے ہر ہر بچہ بچہ لپکا ہو کر نکلتے ہیں یہی وہ سب کام ہیں جسے لیے دعا کرو کہ سچو معلوم میں ترقی کریں اور نیک بنیں

ایک خط گزشتہ اشاعت سے آگے

کہ مکاشفہ ایسی قدرت و عجائبات والی چیز ہے اور جو ہر کشف و کرامت سے بڑھ کر ہے۔ علم و اور تو ہمارے باطن کی وجہ سے دیکھنے والے ایک محبت اور گہرا جو کتبہ کشفی تھا کہ بعد۔ اب ظاہری نظارہ کی طرف نظر کرنا مکمل رہتا ہے۔ اور پھر یہ کشفات نظر کر کے ہم انکو بڑھاتے ہیں پھر ہم ان کو گوشت پناہی ہیں یہ مکمل تو وہی متکون تھا اور عموماً ہر ایک آدمی متلو کے ساتھ جو عیب کے متعلق ہو ایک کشفی نظارہ ہوتا ہے جس سے اس کی حقیقت اور اس کے بعد ہر روشنی ہو جاتی ہے۔ قطعاً متین لہذا یعنی جب ان مکاشفات اور ان اہانت کے بعد ان کو حقائق پر اطلاع پہنچتی ہے کہ کہنے لگے کہ میں خوب جانتا ہوں کہ سترہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ غراب میں جو اس کا ہر چیز کی طرف سے منقطع ہو جاتے ہیں اسی سے قرآن مجید جو سب کو بھی ایک قسم کی موت قرار دیتا ہے۔ یہاں کشف میں ہم تو اس خاص نظارہ کی طرف سے ایسے کشف جاتے ہیں کہ جو ہر آدمی اور ہر چیز کی طرف سے ہے گو یا مردہ ہو گئے ہیں اسی واسطے سو سال کا کون ان الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے کہ اس کے سوال ۱ سو سال مردہ کھا اہل کشف کے لیے۔ ایک عام شامہ کی بات ہے کہ ظاہر پرستوں کے نزدیک نیابت ہی حیرت انگیز ہے جسکی وجہ سے بعض مفسرین نے ایک عجیب و غریب تفسیر ایجاد کر کے کہ جب پریمیا کو بیت المقدس کی دیواری پر لٹکا دیا۔ اور جہان ہوسے کہ اب خدا سکون کیسے آواز کرے گا کہ اسے اٹھا دیا اور سو برس وہ رکھا پھر زندہ کیا اس کے پہلے انھوں نے زندہ نہیں کیا اور شیعہ انکو کافرانہ نسبت سے لکھا تھا۔ جب زندہ ہوسے تو وہ دیکھے کہ وہی ہے جسے مٹے ہوئے تھے مگر گدھا جو بدعت سے بڑا یا خدا اس کی بڑا رہ گئی تھیں جب خدا نے پریمیا سے پوچھا کہ تو کتنی مدت رہا۔ انھوں نے جواب دیا ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ ان کے خیال کی بنا یہ تھی کہ آپ صبح کے وقت سوئے تھے اور عصر کے وقت زندہ ہوئے اس لیے میں نے ایک ہی دن کا خیال تھا خدا نے فرمایا نہیں تو سو برس پڑا۔ اسے کہہ کر وہ معجزہ نہیں ہو گیا ہے مگر تیری روایاں اور شیعہ نہیں مٹے ہوئے پھر خدا نے بریمیا کے بعد وہ گدھے کو زندہ کیا اور اسکی بڑا ہوا پھر پھر گوشت چڑھایا۔

اس تفسیر پر ہمارے چند اعتراضات ہیں

(۱) اول تو خلافت سنت و جد و جوار اہل حق کے ماننے کے واسطے دھنی شریعت اور تقیہ

شہادتوں کا ہونا ضروری ہے کہ اس کے واسطے کوئی بھی سند نہیں۔ قاضی جہیناوی قریباً تک فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو زندہ ہوا تھا تو وہ حق سے یا غرض سے یا کوئی کافر منکر ہشت تھا۔ جب صاحب قصہ کے نام کا ہی یہ نہیں تو پھر خلافت سنت اور واقعات کو کس پر تسلیم جاسے۔

(۲) دوم ایک ہی کا سو سال تک زندہ رکھنا تقدیر الہی تھا کہ اور شان غی کے خلاف کیونکہ نبی کی روح جو منصب تبلیغ لیکر آیا ہے اسکا بھی مردہ نہیں رہ سکتی بلکہ وقت علوم اور معارف میں لڑتی لڑتی رہتی ہے

(۳) سوم نبی کی روح جسم سے علیحدہ ہونے ہی عالم قدس میں پھول چکر مگر میں یہ نہیں میں شامل ہوتی ہے۔

(۴) چارم جبکہ ایک شہر ویران شدہ کی آبادی کا سوال تھا۔ کیسے آباد ہوگا اس کے واسطے تاریخی مثالیں کافی ہو سکتی تھیں۔ یہ کوئی شبہ ادق سوالات میں سے تھا کہ اس کے جواب کے واسطے خداوند کریم کو ایک ہی سو سال مردہ رکھنا اور پھر زندہ کرنا چاہا اور کہہ کر کہ اس کی قبروں پر گوشت چڑھا دیا پڑا۔ کیا نبی کے اہل بیت کے واسطے ایک ہی بات میں خداوند کا کافی نہیں ہو سکتا تھا (۵) چہرہ۔ زمانہ سے گزرتے گزرتے کرسات پڑیں خالوں پر گر روٹیاں اور شیوہ ایسے ہی پڑتے تھے قرآن مجید میں اسکی کوئی تصریح و تفصیل نہیں ملتی۔

(۶) ششم۔ (۱) نظر الی حمارک فرمایا ہے اگر عقیدہ پڑیاں۔ کہ نبی نہیں تو کیا چاہیے تھا (۲) نظر الی عظام حمارک (۳) یعنی قصہ میں جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ مینا نبی صبح کے وقت سوئے اور عصر کے وقت زندہ ہوئے تھے اسی خیال سے اٹھکے تھے ایک دن کہا مگر سو برس میں تو دور دورا حیرت و حیرت اور شریعت و فرائض بول جاتے تھے جب یہ بیان ہوسے تو وہ دور دوری ہو گئی تو وہ حیرت و حیرت اور وہ شریعت و فرائض اپنے نظارہ سے کچھ نہ سمجھے بلکہ خدا کو کچھ مانا پڑا کہ تو سو سال مردہ رہا۔

(۷) ہشتم۔ ایسی علمی سے ثابت ہوتا ہے کہ موت سے اٹھنے کوئی بیکار یا بیمار یا بیمار عالم قدس سے ہزار بار معارف اور مکر واپس آئے۔

(۸) نہام حمارک فرماتے ہیں کہ جو کچھ لوگوں کے واسطے نشان بنا نا چاہتے ہیں مگر سو سال مردہ پڑا رہا۔ اور اسے مٹنے کی نوبت نہ ہو نہیں تو وہ دور دوری کے واسطے کیا نشان و محبت و گواہ ہو سکتا ہے

(۹) دہم کہ جسے کی بڑی نگو از سر نو کرتے ہوئے اور پھر گوشت پڑھتے ہوئے خود پڑا نہ دیکھا اور کسی نے نہیں تو یہ بھی دوسروں کے واسطے کیا محبت ہو سکتا ہے۔

(۱۱) بارہم۔ یہ بھی احتمال ہے کہ سو سال کے بعد جب لوگ نہ رہے ہوں اور ان کے بعد لوگوں میں نہ رہا ہو مینا نبی ہو گئے ہوں۔ تو جو محبت معروف شخص ہونے میں ہو سکتی تھی وہ اب اجنبی رہنے میں نہ رہی بلکہ اب یہ خاص کر ان میں سو سال مردہ رہا مگر گدھا ہرے سے زندہ کیا گیا ایک ایک کا موجب ہو گیا اسکی خلافت بات جھگڑتے کے واسطے بھی مینا نبی اور مجتہد ان حد پر لوگوں کو دکھانا چاہیے۔

(۱۲) وہادہم۔ قرآن مجید میں ان امور میں سے کسی بھی تصریح نہیں ہوتی کا نظروں پر یہ خاص ہے۔ روحانی قوی کے معنی میں کفر اور بدعتی پر عقلی پر آسے پس عقلی طور سے کہاں ثابت ہو کہ یہاں موت کے حقیقی معنی مراد ہیں بلکہ سیاق و سباق اس کے منافی ہے۔ اور نہ خداوند کریم نے جو سورہ مائدہ میں فرمایا ہے کہ حقیقی موت کے بعد نہاں ہے وہم کیا کہ ایک چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (وَمَنْ يَمُوتْ يَدْرُسْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ يَوْمَ تَأْتِي السَّحَابُ بِرُءُوسِهِمْ يَوْمَ يُنْفَخُ) جس کا بیان ہو چکا ہے یہ آیت بھی قرآن مجید میں دہرے ہوئے اس امر کو بیان کرتی ہے کہ حقیقی موت کے بعد حقیقی حیات ہوتی ہے۔ اور نہ خلافت و عدم کا نام آوے گا۔ خدا کی باتیں پوری پوری اور پوری ہوں گی۔ زمین و آسمان میں ہمارے گناہ خدا کی باتیں نہیں نہیں کی۔ وانظر الی العظام عام ہے۔ اس گدھے کا نام۔ اہل نام اس شخص کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو پڑاں حالت نشو و نما میں ہوتی ہیں سو برس موت بات ہے۔

(۱۳) سیزدہم۔ حقیقی موت کے بعد زندہ ہونا ہی عام ہے قرآن کریم کی کسی آیت سے ثابت نہیں ہوتا چاہا اسباب موتی کا بطور اٹھانے ذکر ہے وہاں روحانی مردے سے مراد میں نے اسلام پندہ ہونے کی کوئی اسیر باقی نہ تھی چنانچہ اسکو اس کے موقوفہ ذکر کر کے اس کے اشارے کے گرد اٹھتی طور پر مردے زندہ ہوتے تو شریکی خیال دھنی کو شریکی ایسی سخت مخالفت کرتا پھر ان کے حور میں کسی مردہ کا داخل ہونا نہ کہ نہیں جو عذاب قرار دیا اعمال کچھ ہے ہوں انکو تو جہاد اولی کائنات اور کائنات چاہیے تھا۔ اور ان کی وائی تاج عالم میں عذاب قرار حالات بعد الموت ہرے اوق شوق اور دھوم و دھماکے ساتھ دینی ہوسا چاہیے تھے مگر کسی معتبر یا تحقیق ایک فقرہ بھی ان کی زبان سے نہ سچ نہیں ہوا۔ یہ واضح تو سلفوں کے عروج و زوال سے بھی زیادہ حکیم اور قابل توجہ موعظین تھے

(۱۴) چہارم جبکہ ان آیات سے مشاہدات کشفی کا بیان صاف صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے حالات میں ایک حکیم انسان کی کیفیت ہے پھر ان کو چمکے کہ غیر فطرت اور مخالفت سنت اللہ کی

طوفان ہوا کیسے جائز اور صحیح ہو سکتا ہے۔

(۱۵) چہدہم۔ ایسے فقرہ اور کتبہ بنیاد تھے قرآن مجید کی طرف متوجہ کر کے تھے۔ اور

(۱۶) تیسواں نبی بالیہ اصل کے خلاف ہے کہ اسے محققین علماء و حکماء اور مورخوں کی نظر میں قرآن مجید کو حق قرار دیتے۔

(۱۷) شانزدہم۔ ایسے کتبوں کی ضرورت عام منکر ہے کہ ہر کسی کے ذہن و طبع السلام کو برگ و نشان مہر و نظر سے مستحار ہر دوری و کثرت معرفت کر دے گا۔

کیا انبیاء عام ہوشیاروں کی برابر بھی درست کہ ان کے اہل بیت کے واسطے قوانین مستزاد کو توڑنا پڑا۔

بعض محققین کا قول ہے کہ یہ کشف نہیں ایک خواب تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دکھلایا۔ اسکی تائید تو یہ ہے کہ یہ عز قیل ہی سے پہلی ہے چنانچہ کتاب عز قیل باب ۳۴ آیت ۱ میں لکھا ہے خداوند کا ماخذ کچھ تھا اور اس نے نبی خداوند کی دعوتیں اٹھالیا۔ اور اس وادی میں جو پڑیوں سے بھر پور تھی مجھے آتا رہا۔ اور باب ۱۱ آیت ۲۳ سے اسکی اور بھی وضاحت ہوتی ہے چنانچہ لکھا ہے۔ انجیل کا روح نے مجھے اٹھالیا اور خدا کی طرف سے روایاں مجھے پھر کسروں کے ملک میں اسروں پاس پہنچا دیا سو وہ روایاں جہنم دیکھی مجھ سے اور۔ انھوں نے اسے جب یہ وہاں ثابت ہوئی تو اب ان روایات کی حقیقت جاننے اہم خوب غور سے سنا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اس آیت میں میں شخص کے گندے کا ذکر ہے وہ عز قیل میں تھے جو ایک غیر آباد قریہ کے پاس سے گزرے۔ دوسرے اس پاس بہت سی پڑیاں پڑی ہوئی دیکھیں قرآن کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ان کو اس کیسے زندہ کر سکتا ہے تب اللہ تعالیٰ نے ان کی تسلی کے لیے اپنے خواب طاری کی اور خواب میں ان پڑیوں و حفروں اور غیر آباد زمین کو سو سال کے اندر آباد ہونے سے دکھایا یعنی خواب میں یہ معلوم ہوا کہ میں سو سال تک زندہ رہا۔ اور میرے سامنے وہ آباد ہوا۔ کیا وہ انسان جو دہلی میں بحالت خواب پڑا ہے اور خواب میں وہ دیکھتا ہے کہ میں کلکتہ میں سیر کر رہا ہوں۔ سو ظاہر ہے کہ اسکا کلکتہ میں سیر کرنا عالم خواب میں ہے اس عالم میں۔ سو ایسا ہی اسکو خیال کرنا چاہیے کہ خواب میں یہ دیکھنا کہ برو شلم سو برس میں آباد ہوا اور سو برس تک میں زندہ رہا۔ یہ قیام۔ اور کلکتہ اور شہر عالم خواب میں تھا اس عالم میں۔ جیسا کہ کلکتہ کی سیر کرنا عالم خواب میں تھا اس عالم میں پھر جب خواب سے بیدار ہوئے تو اسکی نے اپنے نبی سے دریافت کیا کہ تم اس عالم خواب میں کتنی دیر رہے۔ انھوں نے یہ عالم عالم کون و فساد کا سوال سمجھا۔ یعنی یہ انھوں نے کہا کہ اصل مدت قیام کی نسبت یہ سوال ہے اس لیے انھوں نے جواب دیا کہ ایک دن یا اس کا کچھ حصہ ان حالات میں رہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سو سال تک اس نظارہ کو دکھاتا تھا۔ اور بات عالم مثال

کے متعلق تھی چہرہ میں جب حریف بنی کو نزدیک ہوا کہ
 کیا میں سو سال تک سو یا رہا تو پھر اسے متالی نے
 ان کے رفع شک کے لیے فرمایا کہ وہ بات ترغیب
 کی تھی مینی عالم مثال کے سو سال تھے اس دنیا
 کے سال نہیں تھے کیونکہ تم اپنے کھانے اور پینے
 کی چیز کو دیکھو کہ اس پر سال نہیں گذر رہا ہے
 کو دیکھو وہ حج تندرست کھڑا ہے وہ مر رہا ہے
 اور وہ بڑا ہوا ہے تم نے تو مختار سے بڑے لوگوں کیا
 ایک نشان دکھانا چاہیے وہ نشان یہ ہے کہ
 تو ان پر برکتی طاقت دیکھ اپنے چمکیے گوشت و
 پوست چڑھاتے ہیں بے پرواہی سے انہوں کو تو
 ہر ایک چیز پر قادر ہے یعنی اب خوب سمجھ
 واضح ہو گیا کہ اس طرح غیر آباد ملک کو آباد کیا
 سرسبز کر دیتا ہے۔

الحاصل یہ اس نبی کی طرف سے ایک پیشگوئی
 کہ انی گئی کہ یروشلیم سو سال کے اندر آباد ہوگا
 چنانچہ اس پیشگوئی کی حریفی کی کتاب باب
 ۲۰-۲۱-۲۲ میں ہے کہ میں نے کہا ہے
 اس لیے تو نہرت کر مینی پیشگوئی سنا دے
 ان سے کہو کہ خداوند پروردگار یوں کہتا ہے کہ
 دیکھ اے میرے لوگو میں تمہاری قبروں کو
 کھودوں گا اور تمہیں اپنی قبروں سے باہر
 نکالوں گا۔ اور اسرائیل کی سرزمین میں لاؤ گا۔
 اس پیشگوئی کا پورا قبل مسیح ۳۳۳ میں کورس
 کیتبار جسکو قرآن شریف میں ذوالقرنین
 کے لقب سے ملقب فرمایا گیا ہے۔ دیکھو
 کتاب پر سیاہی باب ۱۲-۱۱-۱۰ میں ہے
 مفصل حال شخص انصار مصلح مولوی
 محمد من صاحب امر وہی میں لکھا ہے۔ چنانچہ
 وہ کہتے ہیں کہ حضرت افسر نے یروشلیم کو تباہ
 کر دیا تھا۔ اور قوم بنی اسرائیل جنگوں اور
 بیا باؤں میں ماری ماری پھرتی رہی جسکی
 وہ بالکل تباہ ہو گئی تھی اور قرآن شریف
 میں ان کو جڑ پوسے نامزد کیا گیا ہے۔ مینی
 ان کے گوشت و پوست بالکل نہیں رہے
 اور صرف ہڈیاں رہ گئی تھیں مینی وہ
 شریعت حق سے سراسر محروم اور تقویٰ زندگی
 سے بالکل ماری تھے آخر کیتبار یا بادشاہ
 نے یروشلیم کو از سر نو آباد کیا۔ اور ان کو
 انسان بنایا۔

چونکہ آیت ہے۔
 اَلَمْ تَرَ اِیَّ الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِہِمْ
 وَهُمْ اَلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ
 فَقَالَ لَہُمْ اللّٰہُ مُوْتُوْا اَمَّا حَیًّا
 مَحْذَاۃً لِلّٰہِ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَیْہِ
 النَّاسِ وَلَیْکِنْ اَنْتُمْ لَنْ تَاْمِنُوْا
 لَا یَسْمَعُوْنَ

ترجمہ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو
 اپنے گھروں سے ہزاروں ہزار موت کے خوف
 سے نکلے تو اللہ کے لئے کہہ دیا کہ جاؤ تم جہاں

کی موت چاہو۔ پھر ان کو زندہ کیا یعنی ان کو
 شریعت سکھائی اور وہ اس لیے کہ اس نے
 ان کو برکتی طاقت دی کہ ان کے مالکین بہت لوگ
 ناسکری کرتے ہیں۔

تم لغت عرب میں معلوم کر کے ہو کہ موت
 کے معنی جہالت کے بھی ہیں یہاں اس آیت
 میں وہی معنی مراد ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے
 کہ آیت بنی اسرائیل کی نسبت جو اور جگر
 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک قوم کے
 مقابل میں لڑائی کے لیے حکم دیا تھا۔ تو
 انھوں نے اٹھ کر دیا تھا جس پر حضرت موسیٰ
 نے ان کے حق میں پردہ عاکی تھی۔ مینی کہ
 سے خدا تعالیٰ نے ان کو جنگوں میں نکال دیا
 تھا اور وہ بدلتوں تک حیران اور سرگرداں
 رہے اور وہ ایک موت سے بھاگتے تھے مگر
 جہالت کی موت میں جا پڑے کیونکہ شریعت
 سے وہ ناواقف ہو گئے۔ جنگوں میں کس
 علم۔ اور کون ان کو شکست والا تھا اسکا
 مفصل حال سورہ مائدہ رکوع تیسرے میں ہے
 لہذا اس رکوع کا ترجمہ ہم یہاں لکھتے ہیں تاکہ
 قلوب واقف ہو جاوے۔

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کو کہا کہ
 میری قوم تم ان نفوس کو یاد کرو جو تمہارا
 ہے تمہارے حال پر کی ہیں۔ کیا تمہاری
 نفوس ہے کہ تم میں جانی ہلکتے آ رہے
 میں بادشاہ بنائے گئے اور تم کو وہ کہہ
 دیا کہ ایک جہاں میں کسیکو نہیں دیا گیا
 ہے میری قوم اب تم امن۔ مقدمہ یعنی
 شام کو جلدی کے رہنے کا اور خدا تعالیٰ نے تم
 سے وعدہ کیا ہے اور تم اس امر کے کمال سے
 سے پیچھے نہ دکھاؤ۔ ورنہ تم نقصان اٹھانے
 والے ہو جاؤ گے۔ انھوں نے جواب دیا کہ
 اسے موتے دانا تو ایک ظالم قوم رہتی ہے
 جب تک وہ دیاں سے نکل نہ جائیں ہم
 نہیں جائیں گے۔ اگر وہ نکل جائیں تو بیشک
 ہم داخل ہوں گے ان طاغیوں میں سے دو
 آدمیوں سے جنہر اسد تعالیٰ کا مقام تھا کیا
 کہ اسے لوگوں نے دروازہ میں داخل ہو جاؤ
 اور جب تم داخل ہو جاؤ گے تو تم ہی غالب
 ہو جاؤ گے اور جبکہ تم ایما غار ہو تو اسکا
 پر قتل کرو۔ انھوں نے صاف صاف
 کہہ دیا کہ اسے موسیٰ کو جب تک وہ لوگ نہیں
 ہیں ہمت کہیں بھی نہیں جائیں گے تو اور پھر
 ریت ہی چلے اور وہ اپنی کرتا پھرے ہم
 تو نہیں ہٹیں گے۔ انا انانہ عظمیٰ
 اللہ اہا داموا حینما فا ذھب و
 انت و سرابک فتھانلا اناھما
 قاعدون) تب موسیٰ نے کہا کہ اسے
 میرے ساتھ لے آؤ اور اپنے بھائی کے
 سوا کسی ایک نہیں اس کا حق تو تم اور
 ہم پر حیاتی و اللہ سے تب اسد تعالیٰ نے
 فرمایا کہ اب اس قوم پر جاپس برس ایک
 میں دھڑ دیا کہ زمین کو مرام کر دیا گیا ہے

۱۰۰ سال سے چھریں گے میں ان پر مہر
 لوگوں پر انھوں نے کہہ دیا کہ قال فانھا
 محرمة علیہم اربعین سنة
 یتیمون فی الارض فلا تاس علی
 القوم الفسقا

ان آیات سے صاف واضح ہے کہ اسد تعالیٰ کی
 نافرمانی اور اپنے رسول کی بدولت کھمبے
 وہ مہر ۴۰ سال کے ان کو چالیس سال کے لیے
 جلا وطن کیا گیا اور وہ ۴۰ سال سے محکوم
 اور بیا باؤں میں پھرتے رہے ان میں ظلم
 رہا اور وہی معلومات یہی ایک وحشا
 اور جاہلانہ زندگی بسر کرتے۔ یہ اس زندگی
 کو جس میں وہ اس حالت میں رہے اسد تعالیٰ
 نے لعنہ مولانا سے نہیں کہا ہے چالیس برس
 کے بعد اسد تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور یوشی
 بن نون کو ان میں رسول مقرر کر کے ان کو
 اس وحشا زندگی سے نکالا اور شریعت
 کے احکام سکھائے اور سر نو زندہ کیا۔ دیکھو
 قرآنی کتاب سیدت نبی۔ باب اول
 قرآنیہ۔

یہ کوئی انوکھی بات نہیں تمام انبیاء مسمی
 کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یوشی
 کو جو حیالت اور کفر کی حالت میں گرفتار
 تھے مگر شریعت سے منور کر کے ایک نبی
 اور مہر زندگی عطا کرتے تھے چنانچہ قرآن
 شریف میں اسد تعالیٰ کی تقدیر فرماتا
 یا ایہا الذین امنوا اسجدوا لربکم
 والرمول اذا ناداکم لما یحییکم
 یعنی اے ایمان دارو اسد اور اس کے رسول
 کی بات کو جب وہ تمہیں تمہارے زندہ
 کرنے کے لیے طلب کریں تو مان لیا کرو۔
 اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا مومن میرے ہو جاتے
 جنکو ہرگز زندہ نہ کیا جاتا تھا نہیں انہیں کما
 جسم تو مر رہا تھا انہیں عطا کیا کہ ان کی روح
 شریعت حق کی عدم موجودگی سے مر چکی تھی
 تھی اور صرف شریعت کے احکام کو سکھانا
 اور ان پر عملدہ اندر نا اگلی روح کی زندگی
 کا موجب تھا۔

قرآن شریف کی آیت زیر بحث میں بھی یہی
 قسم کی موت اور حیات کی طرف اشارہ ہے
 کیونکہ وہ قوم خدا تعالیٰ کے قہر میں آگئی تھی
 اور انکو ایک بہت دور و زمانہ عرصہ تک
 آبادی سے دور کیا گیا تھا۔ اور وہ اخلاقی زندگی
 سے بالکل محروم ہو چکے اور بے نصیب تھے
 جس سے انکی سوچ پر موت و قلع ہو گئی تھی
 بالآخر وہ بن نون کے مذبحہ جد امیت پر
 از سر نو زندگی میں داخل ہوئے

انچریں آیت ہے
 وَاِذَا قُتِلْتُمْ فَکُفُّواْ عَنْ دِیَارِہِمْ

وَاللّٰہُ مُجِیْبُ مَا لَکُمْ مِنْ شُرَکَآءِ
 فَقُلْنَا ضَرَبُوْهُ فَبَعْضُہَا لَکَآلُکَ
 یُجِیْبُ اللّٰہُ الْمَوْتِ وَیَرْکُضُ الْمَیْمَہِ
 لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ

اور جب تم نے ایک نفس کو مارا ہیں اس نفس
 کشی میں تم نے ذرا حاصل کیا۔ اور اسد تعالیٰ
 تمہارے یوشیہ کی لالت کو ٹاہر کر کے نکال دیا
 پس تم نے حکم دیا کہ اسکی بعض ہاتھوں کو بعض
 کے ساتھ مارو اور اسی طرح اسد مردوں کو زندہ
 کر کے دے گا اور تم کو اپنے نشان دکھاتا ہے تاکہ
 تم سمجھو اور عقائد میں اختیار کرو۔
 اور اس آیت سے پہلے یہ ہے وَاِذَا قُلِ
 مُوسٰی یَقُوْمُہٗ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ کُلَّ اَنْ
 تَکَ یُخَوِّاْ بِطَرَاۃِ قُلُوْبِکُمْ اَنْ تَقُوْلُوْا
 اِنَّا نَحْنُ اللّٰہُ نَحْنُ
 اور اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم
 سے کہا کہ اسد تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ ایک ہاتھ
 ذبح کرو انھوں نے جواب دیا کہ تو ہم سے کیا
 محول اور متحرک کرنا ہے۔

اس ان آیات کی شرح اور طلب مذمت
 سنو۔ چونکہ اس قوم میں حماقت اور حیالت
 اور سرکش و جی جی کو سالہ پرستی اور کافری
 سخت درجہ کی تھی اس لیے موسیٰ کے اس کہنے
 پر کہ اسدے ہم کو ایک گائے قح کر کے کھانے
 دیا ہے۔ یہ ایسا تو جاہلوں کی طرح حماقت
 کرنے کا ہے کہ تو اس صداق کے قول کو قبول
 اور محضاً تصور کیا یہ کیسی حماقت تھی کہ مرزا
 اور انھیں جی جی میں کی محبت میں برسوں رہے
 ہزار ہا نشانات دیکھے پھر جب وہی نبی
 حکم خدا کا سنا دے اور اسد کا نام لے کر سارے
 اور وہ یہ کہیں کہ کیا تو ہم سے محول کرنا ہے اللہ
 کے نام سے حکم پور پانے میں محول کو مد نظر
 رکھنا کسی جاہل آدمی کا کام ہو سکتا ہے پھر کسی
 ماہیت رنگت اور خصوصیت کی بابت سوال
 کرتے رہے پھر ان کی گستاخوں اور متنازع
 سوالات کی وجہ سے آخر اس بیچ وصال کو فنا
 رنگ بدیع عطا گئے کا پتہ دیا کہ جس پر وہ
 کوئی کام نہ لیتے تھے بلکہ پستقل کھینچ کر خدا
 کرتے تھے اس ذبح سے گائے کی پرستش
 اور اسکی بجا تعظیم کا اور کرم مد نظر تھا گائے
 کے ذبح کرنے میں یہ ایک خاص صافیت ہے
 کہ گائے پرست قوموں کو سمجھانے کے واسطے
 نفاہ دکھایا جادے کہ گائے خدا نہیں
 خدا ہوتی ان میں سے ذبح کرنے والے جان پر
 بیکسی کا فائدہ اسکو کاش ہی نہ سکتا مگر جو لوگ
 بیچنے کے ساتھ انھیں بہت سے دھوکے دیا کہ جو میں دیکھ
 جاتی ہیں کہ کوئی انسان کو خدا بنا لیتا ہے
 کوئی قوموں کو کوئی پتھروں کو کوئی جانہ سورج
 اور ستاروں کو کوئی سپاڑ دسرا یا نمندہ کو
 انھیں بہت سی طرح بھٹکوں کے بعد انھوں نے
 گائے ذبح کی مگر ایسی بیہوشی اور مجبور کے ساتھ
 کہ جس کا عدم وجود ہوا تھا۔ (باقی آئینہ)

اس وقت اس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے جو لوگ اس میں داخل ہوئے ہیں ان کو قسم قسم کی تحائف و انعامات مل رہے ہیں ہر طرف سے گالیاں اور دھکیاں ملتی پڑتی ہیں کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کہہ دیتا ہے کہ ان کو کہا جاتا ہے کہ ہم تم کو اس سے نکال دیں گے یا اگر لازم ہے تو اس کے موقوفہ کرانے کے سلسلہ سے ہوتے ہیں ہر طرح ممکن ہر قسم کی عینیں پہنچانی جاتی ہیں اور اگر ممکن ہو تو جان لینے سے دریغ نہیں کیا جاتا ہے اس وقت میں جو لوگ ان دھکیوں کی ہر داکرتے ہیں اور اس وقت کے لئے کمزوری ظاہر کرتے ہیں یا درگھو

خدا تعالیٰ کے نزدیک ان کے ایمان کی ایک پیسہ بھی قیمت نہیں ہے

کیونکہ وہ ان کے وقت خدا سے نہیں انجان سے ڈرتے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت کی پہچان نہیں کرتا وہ بالکل ایمان نہیں لایا کیونکہ دھکی کو اس کے مقابل میں وقت دیتا اور ایمان چھوڑنے کو طیار ہو جاتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ صالحین میں داخل ہونے سے محروم ہو جاتا ہے یہ ظالم اور جہنم سے اس آیت کا

وَمِنَ الظَّالِمِينَ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا فَإِذَا

أُذِيَ نَادَىٰ تِلْكَ

ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہیے کہ جب تک وہ بزرگ ولی کو نہ چھوڑے گی اور استقلال اور جہت کے ساتھ استقلال کی ہر ایک رو میں ہر مصیبت و مشکل کے اٹھانے کی بے طیار رہے گی وہ صاحبِ حیرت میں داخل نہیں ہو سکتی، تب سے اس وقت خدا تعالیٰ کے قانع کردہ سلسلہ کے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اس لیے ضروری ہے کہ تم کو دے جاؤ۔ تم کو سنا جائے گا یا سنائی پڑتی ہیں۔ قرآن اور برادری سے خارج کرنے کی دھکیاں ملتی ہیں جو جبروتِ تعالیٰ کے مخالف خیال میں آسکتی ہیں اس کو دیکھو کہ وہ صرف ماضی سے نہیں دیتے۔ لیکن اگر تم نے ان تحائف اور مشکلات اور ان موذیوں کو خدا ہی یا اللہ تعالیٰ کو خدا مانا ہے تو ان تحائف کو بروہت کر کے پرکارا نہ رہو اور ہر ایک اور شخص میں ہر قسم کے تمسک کے لیے کوشش کرو کہ وہ خدا سے اسکی توفیق اور مدد پر توکل نہیں جیتنا کہنا ہوں کہ تم صاحبِ حق میں داخل ہو کر خدا جیسی عظیم الشان نسبت کو یاؤ گے۔ اور ان تمام

پہنچ پا کر دارالامان میں داخل ہو جاؤ گے۔ صاحبِ جزاءہ عبد اللطیف شہید کی شہادت کا وہ حقہ تمہارے لیے اس وقت کے لئے تذکرۃ الشہداء میں کو بار بار پڑھو اور دیکھو کہ اس نے اپنے آپ کو کایسا منورہ دکھایا ہے۔ اس نے دنیا اور اس کے خدشات کی کچھ بھی پروا نہیں کی ہو یا یا بچوں کا عمر اس کے ایمان پر کھڑا ہو نہیں سکا۔ دنیوی عزت اور منصب اور ختم نے اس کو بزدل نہیں بنایا اس نے جان دی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہیں کیا۔

عبد اللطیف کہے کو ما گیا یا مر گیا میری جھوٹ وہ زندہ ہے اور میری جھوٹ

اگرچہ اس کو بہت عرصہ صحت میں رہنے کا تقاضا نہیں ہوا۔ لیکن اس حقیر کا صحت میں جو وہ یہاں رہا اس نے عظیم الشان فائدہ اٹھایا۔ اس کو قسم قسم کے دھکی دیکھے کہ اس کا مرتبہ و منصب پر مستور قائم رہے مگر اس نے اس عزت و اقدار کی پروا نہ کی مقابلہ کی کچھ بھی پروا نہیں کی ان کو بیچ بیا بیچ کر جان جیسی عزیز سے کو فروغ نام نہاد قیاس سے اس نے مقدم نہیں کیا کہ دن کو مقدم کیا جس کا اس نے خدا کے سامنے کو مقدم کیا خدا کو دینا پر مقدم رکھوں گا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اس پاک عزم پر غور کرو۔ کیونکہ اس کی شہادت ہی نہیں کہ اعلیٰ ایمان کا ایک نمونہ پیش کرتی ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ہے جو اور بھی ایمان کی مضبوطی کا موجب ہوتا ہے کیونکہ براہین احمدیہ ۲۴ برس پہلے سے اس شہادت کے متعلق پیشگوئی موجود تھی۔ وہاں صاف لکھا ہے

شَآتَانِ تَذْجَحَانِ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَإِنْ

کیا اس وقت کوئی منصف یہ ہو سکتا تھا کہ ۲۴ یا ۲۵ سال بعد عبد الرحمن اور عبد اللطیف ان نشانیاں سے آئیں گے اور پھر وہ دماں جا کر ستھیر ہوں گے۔ وہ دل لگتی ہے جو ایسا خیال کرے۔ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل ہے۔ اور اپنے وقت پر اگر یہ نشان پورا ہو گیا اس سے پہلے عبد الرحمن جو مولوی عبد اللطیف شہید کا شاگرد تھا سابق میر نے قتل کر دیا۔

محض سوچتے کہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہے اور یہ سلسلہ جبار کے خلاف ہے اور عبد اللطیف جبار کے خلاف تعلیم انسان میں پھیلاتا تھا۔ اور اب اس میر نے مولوی عبد اللطیف کو شہید کر دیا۔ یہ عظیم الشان نشان جبروت کے لیے ہے۔ اس پیشگوئی کے سنی اپنا نشان سے پڑھو۔ کہ کیا یہ پیشگوئی صریح الفاظ پر نہیں ہے؟ اور کیا اب یہ پوری نہیں ہو گئی ہے؟

کیونکہ انگریزوں کے ملک میں تو کوئی کیونکہ گناہ ذبح نہیں کرتے

اس لیے یہاں اس کا وقوع نہیں ہوا تھا۔ اور علامہ بریلوی ہمارے تعلیم ایسی تعلیم نہیں دیتی کہ کوئی اس کو کچل سکے۔ بلکہ یہ تعلیم بریلوی کے بھیلے والی ہے۔ پھر یہ پیشگوئی اسے پوری ہو گئی۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے اس نشان کے پورا کرنے کے لیے کامل کی سر زمین کو مختار کیا جو اس وقت ۲۴ سال کے بعد یہ پیشگوئی صریحاً صحت پوری ہو گئی ہے نہ صرف یہ بلکہ اس سے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عسی ان تک ہو شینا و ہو خیر لکھ۔ یہ ایک قسم کی تسلی ہے یعنی جب ایسا معاملہ ہو تو تم نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کو تم پسند کرتے ہو اور وہ اچھی نہیں ہوتی ہیں اور بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کو تم پسند کرتے ہو اور وہ جھوٹے لکھارے ہیں عقیدہ ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد بالکل سچ ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ اب اس وقت آئے والے اس کے اسکی شہادت کی حکمت نگار والی ہے اور میں نے اسے کہ اس وقت جو وہ آدمی خیر کہے گئے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ عبد اللطیف کو ناحق شہید کر دیا گیا ہے اور یہ ظلم ہوا ہے۔ وہ حق پر تھا۔ اس پر میر نے ان آکیر کو قتل کر دیا اور ان کے وارثوں کو کہا ہے کہ وہ انکو چھوڑ کر ایسے خیالات سے وہ باز آجائیں مگر وہ سننے کو بند کرتے ہیں اور اس عقیدے میں کہ وہ چھوڑنا نہیں چاہتے۔ اگر عبد اللطیف شہید نہ ہوا ہوتا تو یہ اثر کس طرح پیدا ہوتا۔ اور یہ زعب کس طرح چر پڑتا۔

یقیناً سمجھو کہ خدا تعالیٰ نے کسی بڑی چیز کا ارادہ کیا ہے اور اسکی جبار عبد اللطیف کی شہادت سے پڑی ہے۔ اگر مولوی عبد اللطیف زندہ رہتے تو اس میں برس تک زندہ رہتو آخر موت آجاتی۔ اور موت آتی ہے اس سے تو آدمی کی نہیں سکتا۔ مگر یہ موت موت نہیں یہ تو مرنے کی ہے اور اس سے عقیدہ بے پایاں ہونے والے ہیں اور یہ سب کچھ بات ہے۔ دشمن بھی اگر جنیت نہ ہو تو براہین احمدیہ کی

پیشگوئی کو پڑھ کر اور اس کے ہر حرف پر غور کرو اور اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہو کہ اگر میر نے ان علامات کو چھوڑا لہام بنا کر سنا دیتا ہے تو یہ اثر استقامت کیوں ہو اور ۲۴ یا ۲۵ سال کے بعد ایکیات جو پھر پیشگوئی شائع کی گئی تھی کیوں پوری ہو جاتی ہے؟ اس قدر طعناں تک تو انسان کو اپنی زندگی کی بھی اہمیت نہیں ہو سکتی۔ اور پھر اس کے ماننے والوں میں اس قدر استقامت اور قوت ہے کہ یہی وہی کچھ نہیں کرنا۔ مال اور جان کا خیال تک بھی نہیں کرتا۔

ایمان جیسی دولت پر سب کچھ قربان کرنے کو طیار ہو جاتا ہے ایک اور چیز

اس سے خیر کچھ ماننے میں غلطی نہیں کرگا کہ میں خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کے مشکاتی سے اس سے ایک سلسلہ جو خود اس سے قائم کیا ہے اور آپ جسے ایک نشان دیتے ہیں۔ اسی پر وہ قوت اور استقامت اس شہید کو عطا کی کہ اسکی شہادت اس سلسلہ کی سچائی پر پورے دلیل اور گواہ ہو۔ چنانچہ عیسائی ہوا ہے اب یہ نشان ہزاروں لاکھوں انسانوں کے لیے حاکمیت اور ترقی ایمان کا موجب ہو گا اور خدا جیسے قاسم کے آگاہی سے نظر آئے گئے ہیں۔

الاستقامۃ فوق الکرامۃ مشہور بات ہے عبد اللطیف کے اس استقلال اور استقامت سے بہت بڑا فائدہ ان لوگوں کا ہو گا جو اس واقعہ پر غور کریں گے۔ چونکہ یہ بہت سی زندگیوں کا موجب ہونے والی ہے اس لیے

یہ ایسی موت ہے کہ ہزاروں زندگیاں اس پر تیراں ہیں

پھر اس پیشگوئی میں کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَإِنْ جو فرمایا ہے یہ دشمنوں کے لیے ہے کہ تمہیں بھی کہیں مرنا ہی ہے موت تو کسی اور پھر میر کی۔ پھر عبد اللطیف کی موت پر جو موت نہیں بلکہ زندگی ہے تم کو یوں خوش ہونے ہو گے کہ تمہیں ہی مرنا ہے عبد اللطیف کی موت تو بہت بڑی زندگی کا باعث ہو گی مگر بخاری جوں کا تو جائے گی اور کسی شخص کے نہ لگے گی۔

مولوی عبد اللطیف کی شہادت اور استقامت کا بڑا فائدہ تو یہ ہوا کہ ۲۴ یا ۲۵ برس تک پیشگوئی براہین احمدیہ جو پوری ہو گئی۔ اور یہ سب جماعت کے ایمان کو ترقی دینے کا موجب ہو گا۔ سو اب یہ خون اسٹینٹ لگا ہے اور اسکا اثر پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے جو ایک جماعت کو پیدا کرے گا۔

معدومی مگر می افندی بر موزی حلیہ افندی
سلمہ نقاسے - السلام علیکم
برکات ۲۰ آپ کے استفسار کے جواب
جاتے ہیں کہ اصل علاج حزن کا ترقی
در جل شایع ہے ہی قانون

مختصر نوٹ اور نکات

نہیں، جلسہ کے حوالے سے روزانہ میسر تھا ہے کسی قوم کی ترقی تہذیب تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہر ایک خاندان کی اصلاح نہ ہو اور خاندان کی اصلاح تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ عورتیں تعلیم یافتہ نہ ہوں اور عورتوں کی تعلیم تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ خاندان اپنی بیویوں کو باپ اپنی بیٹیوں کو۔ بھائی اپنی بہنوں کو تعلیم نہ دیں۔

تعلیم نفس الامری ایک عمدہ شے ہے لیکن اچھے فائدہ کا یہ کہ وہ موجب اصلاح نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ خاندانی کی اصلاح کی اصلاح کا طریقہ تدریس کا ہے بلکہ ایم ترقی پر چھوڑنے کے برابر ہے قرآن کریم نے پیش کی ہے اور ہر گز غل غل نہ کر سبب افروز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں رہ کر تجربہ کر لیا تھا کہ انسانی حقیقت اس سے بہتر کوئی نسخہ کا میابی کا نہیں ہے، انکی طرف اشارہ سے کہا جاتا ہے کہ مسلمانانہ طور پر نہیں ہے اور جب توجہ دلائی جاتی ہے تو اس پر غصہ اور کھینچ کر پھاڑ دیا جاتا ہے اور وہ عاقلانہ طور پر کوئی تعلیم کو اپنے دماغ کی شناخت کی طرف متوجہ ہو۔

قرآن کریم قوم کی ترقی کی بڑی تقویٰ بتاتا ہے اور کسی قوم کے تیز رفتور ترقی کی تہذیب ایک ہی اصل کام کرتی ہے جو ان پاک الفاظ میں ادا ہوئی ہے۔

ان الله لا يعزب عني بهائم ولا مقام من مختلف طرز بطنی ہے۔ تہذیبی قوم کا وہی رنگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے جس قسم کا وہ خود اختیار کرتی ہے یعنی اگرچہ اسباب تیز رفتور سے چھڑا رہی ہے خدا پر تو ہی نصیب ہوتا ہے اور اگر طریق تہذیب سے شک کرتی ہے تو وہ اسکی طرف سے تہذیب نہیں ہوتا ہے۔ میں ترقی یا تہذیب کی دنیا اصل تہذیبی کام کر رہی ہے۔ اسے کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ پاک تہذیبی سارے پاک تہذیبی نہیں ہو سکتی

تک ۵۰ ہیں کوئی صاحب کشتی اور صاحب قوت قدرتی وجود موجود نہ ہو۔ چنانچہ پاک صحبت کی تاثیر اپنی دعاؤں اور عقیدہ بہت اپنے پاک مومن کو جہت و تہذیب تبدیل کر دیتا ہے۔ یہ ہے صلاح کا کامل طریق جسکو اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے تجویز فرمایا ہے۔

جبکہ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ پاک تہذیبی دگر سے اور پاک تہذیبی نہیں کر سکتی جب تک کہ صاحب کشتی و عود سے جو خدا تعالیٰ سے سچا تعلق رکھتا ہو اور اسکی کیلئے اللہ تعالیٰ سے اصلاح کے لیے ہوتا ہو اور تعلق نہ ہو؟ تو پھر اسوقت اصلاح کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے اور یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود سے سچا تعلق ہو۔ اور جب قوم ترقی کرے گی تو ہی ایک راہ سے کیونکہ یہی وہ راہ ہے جسکو خدا نے پسند فرمایا ہے

حضرت حق اللہ علیہ وسلم موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قوم کو خطاب کرتے فرماتے ہیں۔ اور میں ہے کہ آسمان کو ابھی سے رہا ہے اور زمین نہیں سنتی! اور زمین ضرورتاً ضرورتاً بیان کر رہی ہے اور تم نہیں سمجھتے! اسے ہر وقت قہر میں! اٹھ اور دیکھ کہ اس مصیبت کے وقت جو اسلام پر لوگوں کے ہتھے کھائے گئے اور ہر مرد کی طرف سے بھرت کر لیا گیا وہ جو ہر شخص میں تھا کیا گیا وہ ناپاکوں میں کھالیا گیا

تو کیا خدا کی غیرت ایسے قہمت جوش نہ مارتی
اب سمجھو

کو آسمان جھکتا چلا آتا ہے اور وہ دن نزدیک ہیں کہ ایک کان کو آتا الموعود کی آواز آئے۔

ایک مرتبہ ہمارے ایک مخالف نے مجھے کہا کہ تمہارے اور عام مسلمانوں کے درمیان اتنا فرق ہے کہ کافی ہے کہ عام مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں اور تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا صاحب کو بھی نبی مانتے ہو۔ میرے پاس کہا کہ تم نے غلط کہا۔ اصل یہ ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین جانتے کرتے ہیں اور تم سچ ابن مریم کو۔ کیونکہ ہمارا تہذیب تو یہ ہے کہ نبوت کے حقیقی

معجزوں کے روئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی آیا ہے اور نہ آ سکتا ہے اور نہ آنا اور قرآن شریف میں ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حقیقی نبوت اور مستقل نبوت کے دروازے بجلی بند ہیں لیکن خرقی بہرہ اور خرقی مسیح کے منتظر یہ مانتے ہیں کہ نہیں! مسیح ابن مریم اور انبیاء علیہ السلام کے لیے ایک کھڑکی کھلی ہے۔ جب آج یہ اعتقاد ہے تو جواب دو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے بعد حقیقی نبی آیا اور خاتم اکتب قرآن کے بعد حقیقی نبوت کا سلسلہ شروع ہو گیا تو حقیقی نبوت کیونکر ہوا؟ کیا نبی کی وہی وہی نبوت ہو گی یا کچھ اور۔ یا مسیح منصب نبوت کو معزول ہو کر آئے گا؟ اس سوال پر اگر مخالف کو تو کوئی جواب نہیں آیا۔ یا سلیم آنحضرت مآثرین بھی معزول کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین موعود قوم ماننے سے یا چھوڑ دینا مخالف! یا

ہمارے ایک محسن محمد کے ہاں ایک ریاست کے مشیر اعلیٰ مہمان تھے حضرت حق اللہ علیہ وسلم موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ ہوتا تھا۔ انھارے بیان میں ایک امری نے فرمایا کہ صاحب سچ ابن مریم کے دو بار دہانے میں آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم نبوت سے انکار کرنا چاہتے تھے کہ یا یہ کہ مسیح ابن مریم کو منصب نبوت سے معزول کرنا چاہتے تھے۔ اس پر مشیر اعلیٰ نے مہمانیت ستائش اور بھائی جوش پر معنی الفاظوں فرمایا کہ مسیح ابن مریم اور انبیاء علیہ السلام ہی رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہر جاوے تو اس سے اس کی کوئی کسر نشان نہیں! لیکن ہے مشیر اعلیٰ صاحب کے نزدیک کوئی نہیں نہ ہو کہ ایک بنی منصب نبوت سے معزول ہو جاوے لیکن

ایات سے ایک خاص امر پتا چلتا ہے۔ مسلمانوں میں عام طور پر مشہور ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئیں گے اور آج کے تہذیبی ہولناکیوں اور دھوکہ خیزانوں کو بڑے درد سے بیان کیا کرتے ہیں اور خدائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں رہتے ہیں حقیقت میں یہ بات تو صحیح ہے مگر افسوس کہ دنیا نے اسکو نہ سمجھا حقیقت یہی ہے کہ آئے والا مسیح اسی آدمی کا ایک فرد ہو گا اور اس امت میں سے ہی ایک کا مسیح ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علوشان کو کافی کر کے لیکن مغرور حقیقت سے آشنا لوگوں نے غلطی کھائی اور وہ ہزار ہر سے مردہ کو عام اصطلاح کے موافق قبرستان میں لایا اور منصب نبوت سے معزول کر کے لایا گیا ہیں انعام و نعام کا مست ناپاک

ایمان کے تازہ رکھنے اور توجہ معرفت و یقین کے بڑھانے کے واسطے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مکالمات و مخاطبات کا سلسلہ جاری رہے۔ چنانچہ یقین اور فیضانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا متعلق اور اللہ کے لائق قدم پر چلنے والا اللہ تعالیٰ کے فیضان اور فیض سے اپنے طرف واسطہ کے ہوا حق صحت لیتا ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور اسلام کی سچائی کا زبر دست نشانِ غیر متزلزل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک وجود کو محبت علیہ السلام سے جیسٹریز آپ اسلام کو ادا ان باطل و مل کا لہجہ پر غالب کر رہے ہیں تیز سویرس کے اندر اسکی نظیر کھٹے گی۔ ہم بیشک مانتے ہیں کہ اسلام کے دماغ پرکات ہر زمانہ میں رہے ہیں لیکن اسی نشان اور شواہد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کا تہذیب رہا۔ بڑا ہی پر قسمت ہے وہ انسان جو اسلام کی زندگی کو تہذیب میں لایا

مرد الہامات کوئی حقیقت اپنے اہمیت رکھتے اور تہذیبی الفاظ و فقرات کوئی تہذیب اور تہذیب کی بنیاد بن سکتے ہیں انکی مشیت و فیضان کرنا میں مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ الہامات ربانی میں یا اتفاق خیالی۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ عبادت کا نشان رکھا ہے کہ اس کے ساتھ اقتدار ہی عزت کے نشانات ہوتے ہیں ان میں بیشکوشیاں اور تقویاں ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات واقعی خدا کی طرف سے ہیں کیونکہ وہ غیب کی خبروں پر متعلق ہوتے ہیں ان کے ساتھ زبردست نشان ہوتے ہیں جو ہر طرف کو نہیں دئے جاتے۔ اگر کوئی خدائی اللہ میں ہر غور کرے تو اس اصل سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

حضرت اقدس جتہ مسیح موعود علیہ السلام کے قیام کردہ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر غور کرنے والوں کے لیے بہتر طریق یہ ہے کہ وہ ان سلسلہ کی حقیقت معلوم کرنے کے واسطے وہ مہیا اور محکم استعمال کریں جو سلسلہ کی نبوت کی حقیقت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے کہ یہ سلسلہ مسیح نبوت پر قائم ہو اسے پس جو شخص مسیح نبوت کو چھوڑ کر کسی اور طریق اور راہ سے اسکو پہنچنا چاہے گا وہ ناکام ہو گا اور کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکے گا

قرآن کریم ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مستقل یہ فرمایا و لکھائی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ و

الہوم الاخر - حقیقت میں یہ شخصیت علم کی عظمت و شان کا گواہ ہے۔ زندگی کی مختلف حالتوں اور صورتوں میں اپنا نمونہ ہوا چھوٹی سی بات نہیں اور وہ نمونہ بھی کافی نمونہ بہترین نمونہ۔

لا ریب آپ کی زندگی انسان کی سنگت اور فخر و متاقت اور کامل مہذب زندگی کے ہر شعبے کے لیے نمونہ بہم پہنچاتی ہے۔ (تقریباً ۱۰۰ بیانات) ایک قوم بنانے والا ایک ملک کا نظارہ (جنگی پ سالار) ایک غیر قویوں سے بڑھنے کے آداب کی سرفرازی کا عارف۔ ایک شہر ایک باپ۔ ایک عظیم الشان دوست۔ ایک بیکار۔ ایک محبوب وطن۔ ایک ہی نوع انسان کا سچا خیر خواہ۔ ایک قیام و جوار انسان۔ ایک قیام و جوار انسان۔ ایک مکرر مکرر دینے والا۔ ایک سلطان ذی شرف۔ ایک منقطع الی اور درویش۔ عزم تمام اخلاقی شعبوں کا پورا اور کامل نمونہ اور ایک لعلی خلق عظیم کا جامع مصدق ہے۔ اللہ تعالیٰ علیٰ محمد و علیٰ آلہ و ہدایت و سلام۔

حضرت حکیم الامت کا عظیم الشان کی تقریب پر گذشتہ اشاعت کے آگے

اس سے تو صحابہ کی الوداعی الوداعی فرست بھیجے اور وعدہ دیکھ جیسی کی خیراتیں مہاراجا کا نام لیتے اور یہ فعل انکا قابل تقریب ثابت ہوتا ہے مگر انان معترض اسکو بھی اور اس سے خالی نہیں چھوڑتا۔ سچ ہے۔ وہ سب نامہ پیش در نظر کا معاملہ ہے

پھر قرآن شریف چو کہ حکیم خدا کی کتاب ہے اور وہ انسانی قوی اور انسانی مہر و نور کے علم پر مبنی ہے اس لیے وہ ایک اصل کو تو قائم رکھتا ہے یعنی اسکو اس حد تک میں ایک انسان کی مہر و نوریات کا خلق ہے چھوڑ دیتا ہے یا کہ کہو کہ وہ کوئی حکم ایسا نہیں ہے کہ اس انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو اور وہ اسکی قیاس ہی نہیں کر سکتا۔ عبادت صاف فرمایا لا یكلمت الله نفساً الا وسعاً

مجھے اس مہر و نور پر قرآن کریم کی عظمت اور ان کے سلسلے میں ایک دیکھ سوس ہو کر اسکا ایک عجیب الہ ہونے پر یہی اثر ہوتا ہے کہ ایک بڑی قوم پر آتی ہے وہاں اور مجھے اترا ہے ایک عجیب نام کر کے چھوڑ دیتے ہیں جس سے کہ اسکی تعلیم نامکمل انسان ہے۔ اور وہ ایسی حکیم ہے جس کے معنی کی نسبت تعلیم کرنا ہے تاکہ وہ انسانی قوی کی حقیقت سے باطل نہ آوے اور وقت نہ آوے۔ یہی وجہ ہے کہ زندگی کے کسی حصہ اور شعبہ کے لیے انجیل کی ہدایت نہیں مل سکتی۔

ایک شہر۔ ایک باپ۔ ایک سلطان جلیل القدر۔ ایک منقطع الی اور درویش۔ ایک معجز۔ ایک جواد انسان جواد و خیر سے کیا جاسکتا ہے سکتا ہے ہماری گورنمنٹ خدیشا عیسائی ہے لیکن اگر وہ انجیل کے ہر فقرہ کو لکھ کے۔ اسکوئی ہندوستان مانجے تو یہ دوسرے سے عظمت کے لیے ہو گیا

خودم و محترم و واجب العزت حضرت حکیم الامت را یاد کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لا نفیست پر سب مقرر کرنا چاہیے۔ اور سب بہت پڑھا کرو۔ لیکن کیا یہ ہماری آفتاب ہے جو ملتی ہے اگر ہم حضرت حکیم الامت سے جانیں کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف شعبوں پر مختلف اوقات میں اپنی وسعت و انصاف اور محنت سے نظر میں کوئی اگر تقدیر متاثر کریں۔

تاریخی نام کی ضرورت

ہر سے کرم جانی اگر مہاراجا صاحب سالی لیتے ہر سے دریافت کرتے ہیں کہ ان کے پاس خدائی کے فضل و کرم سے ایک ہی چیز ہو جائے وہ اسکا نام تاریخی ملے گا اور انکا نام رکھنا چاہیے یہ نام ان کے نام کی طرح ہر وہ چیز ہے کہ ہمارے بھائی فن تاریخ سے ملتی ہو سکتی ہے وہ اسکا نام بلا غلطی کا مل سکتا ہے بہت جلد تاریخی نام سے اطلاع دیں گے۔

اطعلا

شی محمد خان صاحب کے نام کا اخبار جاری ہو چکا ہے اب کوئی اگر غرضت نہیں آتی چاہیے۔

مہاراجا۔ ایک گال پر ملنے کی کہ دوری پھر سے ملے ہو شروع ہو کر انی انکسٹان کا صفایا ہو جائے۔ ملک کا امن چین خطرناک حالت میں پڑ جائے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اسپر عمل نہیں اور غنی ہو جائے

یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ انجیل ہدایت نامہ نہیں ہے

اور وہ انسانی زندگی کی ضروریات سے بظاہر شخص کے خیالات ہیں

یہ ذکر توفیق بیان کی وجہ سے درمیان آگیا ہے۔ بیان کرنا چاہتا تھا کہ قرآن شریف چو کہ اس تعلیم و حکیم کی کتاب ہے اس لیے وہ انسانی مہر و نور اور اسکی مہر و نور کا پورا علم اور فلسفہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں رہنے کا حکم ہے اور انسان چونکہ متواتر ہے بعض اوقات اسکو مشکلات پیش آجاتے ہیں اور وہ ہر دفعہ اس پر کاربہا و مقرر رہتے ہیں اسکو ہوسکتا ہے۔ اس لیے دعویٰ دوری کو انقطاع کلی کا مطلب نہیں ہوتا چاہیے۔ جس قدر دور تر جاتا ہے اسکی قدر مستحق اور کاملی پیدا ہوتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا فضل اور کرم سے متعلق نہ ہو۔ اس لیے انقطاع کلی سے کیا کے لیے علم لیا ہے۔

مَا كَانَ لَأَهْلِ الدِّينَةِ مِنْ حَوْلِهِمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَحَفَّظُوا

عن رسول الله ﷺ

ہیں اس آیت اور اس کے اندر۔ چنے والے کا یہ کبھی حال نہ ہو کہ جب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص کام میں توجہ کریں تو اپنی جگہ سمجھیں یا نہ سمجھیں اس کے خلاف نہ کریں۔

انبیاء و مرسلین کے کام انسان ہر وقت ہیں

ہیں اور ان میں ایک اور ایک امور اور غرض معنی ہوتے ہیں موی عقل سے دیکھو انوں کی نظر میں ممکن ہے کہ ایک فن معتمد معلوم نہ ہو لیکن وہ اس میں مال کارہ تو تم اور ملک کے لیے چاروں ہزار مفاوہ پھر پیاں ہوتی ہیں تو۔ اسکی حالت ہوگی اگر اسپر اعتراض کرو گے۔

انان انسان کے فعل کی علت غائی اور ضرورت کو نہیں سمجھتا۔ اور اس کے پورے ہے کہ ہر ایک فعل کی علت غائی ہی سرچشما ہے۔ ایک کیکر کے درخت کو جو اس قدر کاٹے لگائے۔ اور شیشم یا آم کے درخت کو

ایک بھی کاٹنا نہ لگا یا۔ اب اگر ایک اس پر ہر کسے کہ یہ کیا کیا کیکر کے درخت کو کاٹنے کیلئے لگائے اور وہ سب کو کیوں نہ لگائے۔ یہ انکی تاوانی ہوگی یا نہیں؟ اسکی مصلحت اور ضرورت کو تو وہی خدا جانتا ہے جسے کیکر اور آم کو بنایا اور سر اکیڈ کر کے سمجھو۔ یہی طرح انبیاء و امثال و حرکات جیسا کہ ہے ابھی کہا ہے اسد ثانی کے غنی دینی احکام اور شامات کے ماکت ہوتے ہیں بعض اوقات ان کے افعال عام نظر سے ایسے دکھائی دیتے جاتے ہیں جو دوسروں کو اعتراض کا موقع ملتا ہے۔ مگر درحقیقت درست اور صحیح وہی ہوتا ہے اب ایک آدمی دیکھتا ہے کہ ہر کے جنگ میں تین آدمی مخالفوں کی طرف سے لگے ہیں اور تین ہی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لگے ہیں کوئی کہے کہ تین مقابلہ میں لیڑے کا کافی تھا آپ سے تین کیوں لیتے ہو چھپکے لیے کافی تھے؟ مگر وہ پڑا ہی احمق اور نادان ہوگا جو کہے کہ یہ کارروائی غلط تھی۔

یاد رکھو

خدا تعالیٰ کی مرسل مخلوق کو اپنی فراست پر قیام نہیں کر لیا چاہیے۔ اس لیے فرمایا کہ خیر اور کی مخلوق کو خلعت جائز نہیں ہے۔ گواہ اس میں مصائب اور مشکلات ہی پیدا ہوں اور ہوتے ہیں مگر جب وہ اپنا کام اچھڑا کر کریں گے تو کیا یہ لگا لیتے اور مصائب کا رت جانتے گے۔؟ کبھی نہیں! سنو!

خَلَاكُ بَانِيَمُ لَا يَجِيءُ بِهَمِ ظُلْمٍ وَلَا نَصَبٍ وَلَا مَحْضَبَةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطْنُونَ مَوْطِنًا يَفِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوِّنَا إِلَّا الْكَتْلَ م بِهِ عَمَلُ صَاحِبِ إِنْ اللَّهُ لَا يُضِيْعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سفر میں یا اس غنی ہے مری پانی نہیں ملتا۔ ہر وہ تھا تا پڑتا ہے تھان یا تھا یف ہو قسے ایسا ہی سفر میں ممکن ہے کہ کوئی نہ ملے یا اسے تو وقت پر نہ ملے اس سے کہ اسکا قسم کی کیفیت ہوتی ہے اس قسم کی کیا اور مشکلات اگر اسے ملے گے ہے ہوں اور یا دشمن سے کوئی فائدہ حاصل کرے سفر میں حضور الہی میں انکا شرہ ضرور ہوتا ہے اور انکو ذمہ اعمال میں نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ خدا جو کہ شکر خدا ہے وہ تمہیں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

باقی آئندہ

پایو نیز اور خشرین عورت

نمبر ۳

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۲ جلد ۲

ڈاکٹر آ۔ ا۔ ا۔ کٹ۔ ای۔ ای۔ ڈی۔ ای۔
 برٹش انجین میں بمقام ایڈیٹر اور یوں کو
 مخاطب بنائے۔ بیان کیا تھا کہ اگر غیر مالک
 کے لوگ اچھان چھانے میں اور عرب
 مسلمان ویت مسیح کے پاس ایک مسجد میں
 پر قبضہ کر کے ایک مسجد بنائیں اور پھر
 بڑے بڑے بنا کے اللہ الکر کی سلا میں
 بلند کر پ تو میں نے کہے وہ بافت کرتا ہوں گا
 اہل اللہ کی بیگنیت ہوگی اور وہ نہیں
 کس نظر سے دیکھیں گے۔ لوگ وہ دیکھیں گے
 وہ نہیں دیکھیں گے کی کہ وہ دیکھیں گے
 میں نے کہا غل غل کھلے اور ان بھارو کھا
 دم بھر میں تپا پتھر کر رہے۔ پھر اس بھارو
 کا بیان ہے جو چین میں جاتا ہے عیسائیت
 کے عیسائیت کی تہذیب کے نوچوں ایک
 بلند مقام پر ایک گرجا بنا کر ہے اور ان
 مقدس لوگوں کو جسکو چینی پر مشن کرتے
 ہیں پھر ایک پاک کر کے۔ اگر چینی دنیا
 کو متاقتا کر کے بے اختیار کرتے ہوں اور غیر
 مل غل غل سے جتنے خطرناک طریقہ سے
 انتقام چاہیں تو کیونکر ناپا ہو سکتا ہے وہ
 وہ مل غل کے لوگوں کی موجودگی میں چاہو
 اور پھر پھر وہ غیر ملکوں کو اپنے دیوانہ
 اپنے کی انیس مطلق ضرورت نہیں ہے۔

مشرقی۔ پتے اسکاٹ نے ہر جہاں کے
 میں ان لوگوں کا جواب دیا تھا جو عیسائیت
 پر مذکورہ بالا اعتراض کرتے ہیں اور کھاتھا
 کہ عیسائیت کے ساتھ ساتھ عقول اور تہذیب
 نے ترقی کی ہے۔ انجیل مقدس ہی کے روم
 اکبری کو بچا دیا ہے اور یورپ میں ہی سے نکلا
 پیدا ہوئی ہے۔ اسحاق جیکس صاحب تحریر
 کرتے ہیں میں شخص کے فاضل مصنف بھی
 کی تاریخ "لڈیس ان ڈی مل انجینئر
 اور سٹیم صاحب کی تاریخ عیسائیت کو دیکھا
 ہے وہ انجیل طرٹ ہو سکتا ہے کہ وہ کبہ باہری
 صاحب مذکور زمانے میں غلط ہے۔ انجیل
 یہ ہے کہ جب رومہ اکبری میں عیسائیت
 قائم ہوئے یورپ میں آئی ہے اس وقت اس کی
 کیا کیفیت تھی۔ تادموں اور سامیوں سے
 تمام جنگوں کو اپنے غلبہ صوموں سے
 یہ لوگ وحشی جانوروں کی طرح رہتے تھے اور ان کے
 دن پر پتھر سے لگو رہتے تھے۔ ہزاروں ملک

لاکھوں باہر کتوں کی طرح بھونکتے بھونکتے
 تھے اور غریب رعایا کو آسمان کی بارگاہت
 کی بشارتیں دیتے تھے اور انکو براہد کر رکھا
 تھا۔ اس زمانہ میں جبکہ خداوند مسیح کے
 لیے پیر و موبد تھے اور ان کے پاس انجیل
 مقدس تھی انھوں نے تمام دنیا کو خون و
 لٹ بہت کر دیا۔ ملک کے لٹا لٹا کر
 آدمیوں کا صفایا ہو گیا۔ وہ لاکھوں آدمی
 شہید ہوئے جو پھر اسے ہی نہیں جانتے
 تھے کہ خداوند مسیح کون ہے اور آسمانی
 بارگاہت کھتر کسے ہیں۔ اس کم بخت
 عیسائیت نے پورے جہاں لاکھ لاکھ لوگوں کو
 بھوکوں کو زندہ جلا دیا اور انہر عباد و گریہ
 الزام لگا دیا کہ ان کے بائبل میں لکھا ہے
 "عباد و گریہ کو زندہ نہ چھوڑ۔ اب
 ہمیں اپنے زمانہ کی کیفیت دیکھنی چاہیے
 کہ موجودہ بھی موت عیسائیت کی نسبت
 کیا رہے دیتے ہیں اور کفر یعنی اسلام کی نسبت
 کیا خیال کیا کر کے میں کین شہر اسلام
 کی نسبت ہے لارڈ سائبرری ایک خاص
 مگر اوجیت میں مخالف رکھنے والا مذہب ہے
 یہ رائے رہا ہے۔ جبکہ اسکو ایک عیسائی قوم
 نے قبول کیا ہے۔ جتنی پستی۔ جتنا پستی
 مخلوق پرستی یعنی ہمارا اور ہمارا جہیز
 کی پرستی۔ ہر دم خوری۔ انسانی قربانی
 افعال کشی۔ مادہ و گری ہزار ہا دور ہو جاتی
 ہیں یا شہدے کیڑے پھرتے گئے ہیں۔ جیست
 کی جگہ صفائی ہو جاتی ہے۔ اور وہ ذاتی
 شرف اور سلف رسیٹ حاصل کر بیٹھ کر
 وہاں نرا ہی ایک مذہبی فرمن ہو جا کر
 اور شراب خوری بہت کم ہو جاتی ہے اور
 متروک ہو جاتا ہے۔ سچائی کے لٹنی اور جوت
 مر کے تاجا میل جول بند ہو جاتے ہیں۔
 عورتوں کی پاک مٹی تک فحشیت خیال کی جاتی
 ہے۔ محنت کامی کی جگہ حاصل کر لیتی ہے
 ذاتی اختیار کی جگہ قانون و مل کر لیتا ہے
 انتظام اور پر پیرکاری پھیل جاتی ہے۔
 خاندانی خصوصیتیں اور جانوروں اور غلاموں
 میر جی کا امتناع ہو جاتا ہے۔ انسانیت
 ہر باقی اور کچھ بھی کا خیال سکھایا جاتا ہے
 کثرت اور رواج اور بندہ گری کا ایک طرز
 سے ترتیب دیا جاتی ہے۔ اور ان کی رہنمائی
 کم کی جاتی ہیں۔ کن دنیا میں اسلام ب
 سے زیادہ قوی گروہ شراب۔ پینے اور کھا
 ہے اور بمقام بلڈ اسکے یورپ کی
 ترقی سے گویا شراب خوری اور
 گویا ترقی کا پھیلاؤ اور اس کی جگہ قوم
 کا تزلزل مراد ہے حالانکہ اسلام کسی کم
 درجہ کی تہذیب نہیں پھیلاتا جس میں
 پڑھنے اور لکھنے کا علم۔ عمدہ لباس پہنا
 ذاتی صفائی۔ راستگاری اور سلف رسیٹ
 (شرف ذاتی) شامل ہیں اس کی برائی روکی

اور تہذیب پھیلائے کے اثر ہو گیا ہے۔
 پھر سرسری پارڈ مقام شوشی
 بات یہ ہے۔ یہ شہر ایران کا ہے اور
 اس میں تیرہ ہزار کی آبادی ہے کل باشندے
 نہایت خوش و خرم اور صاف رہتے ہیں
 اس کے بعد فاضل مذکور ایک خطرناک
 جگہ کہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ "چوں کہ
 یہاں عیسائیت نہیں ہے اس لیے
 یہ ساری سرسری اور صفائی رکھا
 دیتا ہے اور ان کی وجہ سے کہ یہاں شرابی
 لگا نہیں ہیں اگر عیسائیت ہوتی تو
 ضرور مگر فروشی ہوتی جب سے
 فروشی ہوتی تو اس خوشنا شہر کے
 باشندوں کی سرسری مسٹ جاتی
 افسوس ہر اگر نہ صرف اپنے ملک اور ان کی
 کو یاد کرتے ہیں بلکہ جہاں جاتے ہیں برائے
 جس عرق منشی کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں
 ایک کامیابی ایک شہر کہتا ہے
 ہم نے تمام دنیا کو شراب خانہ خراب
 سے ناپاک کر دیا ہے اور ہم نے دنیا کو
 بے لای و بدکار بھوک کے آگے برادری کا
 ایک پالنے کے کھڑا کر دیا ہے۔ لکھنا کہ
 میں انہوں سے سابقہ پڑا ہے افسوس اسے
 قدرت میں پھنسا دیا ہے اور سیکو شراب کا
 ماری بنا دیا ہے ہم اس قوی برادری کے قوام
 سے اپنے کو کبھی نہیں بچا سکتے۔
 سرسری اس دھنس کہتا ہے اس سے
 ہم نہیں بچا سکتے کہ پورے کو شوشی
 کے جگہ جگہ جگہ جگہ جگہ جگہ جگہ
 میں انکا مشاعرہ وہ تہذیبی بلنے کا
 نہیں ہوتا بلکہ یہ لوگ خاص جگہ سے
 خارج رکھتے ہیں جن کا منشاء کچھ اور
 ہے اور وہ صرف جہا نزاری کا
 سلسلہ ہے جو پادریوں کے ذریعہ
 سے قائم ہوتا ہے۔

ان لکھنے والی شین ہر لال کا حکم رکھتی ہے۔

یہ آفتاب یا یونیر کا ایک ہی مہینہ کے بعض ہر چوکا
 ہے اور اس کا پتہ ہر کس قابل لکھنا
 اور اس کے زار و متش اور اہل لکھنے ہر مہینہ
 اہل قلم کے ان مضامین کی پرنال کی جانب
 ہر افسوس نے عیسائی مشنریوں کی مذہبی تحریر
 اور ان کی کارستانیوں کے متعلق ہے ہیں تو
 شاید معجزوں کے صفحہ علی آ میں د اور ان رسالوں
 اور کتابوں کو بھی اگر جس کر لیا جائے جو یورپ
 کے آزاد خیال لوگوں نے مشنریوں کے متعلق
 لکھے ہیں تو ہم بلا سبب کہہ سکتے ہیں کہ ان کی سال
 تک انکا آفتاب انکے کے سارے معجزوں میں
 ہفتہ وار دینے سے ہی ختم نہ ہو۔
 ہم اس آفتاب میں جو ہم نے پا یو نیز سے دیا
 اور خدا اس کے کالوں میں یہ نظرات موجود ہیں
 صاف طور پر ہمارے اس دعوی کی تصدیق ہوتی ہے
 کہ اگر کوئی مذہبی تحریر خطرناک اور بڑی ہوگی
 ہے تو وہ صرف صرف عیسائیوں کی مذہبی
 تحریر ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پا یو نیز خود
 عیسائی ہے اور وہ اسے خطرناک نہیں کہہ سکتا!
 پھر بھی اگر مذہبی تحریر نفس الامری ہری
 ہے تو ہمارے پا یو نیز کی واجب الرحمت
 افسوس آگے مذہب حق کی تحریر کی جاتی ہے
 نہیں ہو سکتی بلکہ وہ تو بنی نوع انسان کے
 لیے ایک رحمت اور ہمارے رحمت ہوتی ہے۔ اور
 جس قدر دیر سے وہ تحریر پھیلے پھیلے
 میں امن اور تہذیب پھیلتی ہے۔

سلسلہ عالیہ احمدی کی پی غرض اور غایت ہے
 دنیا کو اس مذہب کے پھولانا چاہتا ہے جو خیر و
 انسان اور پھر مذہب اور با اطلاق انسان
 اور پھر اس سے باطن انسان بنا سکے۔ اگر
 تحریر خطرناک ہو تو پھر ہر کچھ
 دنیا میں کوئی تحریر نہیں
 اس قدر ذرا مذہبی تحریر کے متعلق ہوتا ہے
 ہر پا یو نیز کو معلوم کر دیا گیا ہے کہ مشنریوں کی
 مذہبی تحریر سے بڑھ کر کوئی خطرناک تحریر
 نہیں ہیں اس کا پہلا فرمن ہر ہونا چاہیے
 کہ وہ ان مشنریوں کے سلسلہ کو بند کر دے
 اور اگر گورنمنٹ یا پا یو نیز میں کوئی رت
 اندازی نہیں کر سکتے اور نہیں کر سکتے ہو
 اس کی ایک اور بھی راہ ہے۔ پا یو نیز کا
 کے ساتھ دیکھنا ہے کہ عیسائی مذہب ستون
 اگر کیا ہے اور وہ وقت آتا ہے کہ یورپ
 کی تہذیب میں بڑی زیادہ مذہبی کے ساتھ
 اسلام کی مقدس ہدایتوں کے سلسلے تسلیم
 فرم کرے والی ہیں اور عیسائیت کے
 اصولوں اور عقائد سے متکفر۔
 اور عیسائیت میں یہ انقلاب ہو گیا
 تو پھر ہمارے دور اور لیٹ پا یو نیز اور
 مشنریوں کو اپنی صفت خود پسینی پر
 گی۔ اور ضرور پسینی پر لگے گی۔
 دنیا

ان لکھنے والی شین ہر لال کا حکم رکھتی ہے۔

یہ آفتاب یا یونیر کا ایک ہی مہینہ کے بعض ہر چوکا
 ہے اور اس کا پتہ ہر کس قابل لکھنا
 اور اس کے زار و متش اور اہل لکھنے ہر مہینہ
 اہل قلم کے ان مضامین کی پرنال کی جانب
 ہر افسوس نے عیسائی مشنریوں کی مذہبی تحریر
 اور ان کی کارستانیوں کے متعلق ہے ہیں تو
 شاید معجزوں کے صفحہ علی آ میں د اور ان رسالوں
 اور کتابوں کو بھی اگر جس کر لیا جائے جو یورپ
 کے آزاد خیال لوگوں نے مشنریوں کے متعلق
 لکھے ہیں تو ہم بلا سبب کہہ سکتے ہیں کہ ان کی سال
 تک انکا آفتاب انکے کے سارے معجزوں میں
 ہفتہ وار دینے سے ہی ختم نہ ہو۔
 ہم اس آفتاب میں جو ہم نے پا یو نیز سے دیا
 اور خدا اس کے کالوں میں یہ نظرات موجود ہیں
 صاف طور پر ہمارے اس دعوی کی تصدیق ہوتی ہے
 کہ اگر کوئی مذہبی تحریر خطرناک اور بڑی ہوگی
 ہے تو وہ صرف صرف عیسائیوں کی مذہبی
 تحریر ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پا یو نیز خود
 عیسائی ہے اور وہ اسے خطرناک نہیں کہہ سکتا!
 پھر بھی اگر مذہبی تحریر نفس الامری ہری
 ہے تو ہمارے پا یو نیز کی واجب الرحمت
 افسوس آگے مذہب حق کی تحریر کی جاتی ہے
 نہیں ہو سکتی بلکہ وہ تو بنی نوع انسان کے
 لیے ایک رحمت اور ہمارے رحمت ہوتی ہے۔ اور
 جس قدر دیر سے وہ تحریر پھیلے پھیلے
 میں امن اور تہذیب پھیلتی ہے۔

ان لکھنے والی شین ہر لال کا حکم رکھتی ہے۔

نہی نیا پر سری نظر

گوگل کے لائسنس نامہ خانے
آریہ سماج کی موت
مذہب اور مروجہ ۱۵ مہینہ کی شکل
کے سنگ پر ایک عجیب بات
ہم نے جو حقیقت میں واقعات پر مبنی ہے اور جس
سے ہم وہ عظیم ارشاد نیکو نکالتے ہیں جو اس
نوش کے حضانہ میں دیئے گئے وہ اس سے کہیں
پر ہر پسر کی موت کا حال کہتے ہوئے لایا
رہنما اور ہمیں کہ ایک ہندوستانی شریعت نے مشر
پسر کی تعلیم کے لیے اٹھا ٹکریہ اور کرتے ہوئے
ایک ہزار پونڈ کی یادگار میں ایک خاص ٹکڑی
ساحلہ جاری کرنے کے لیے مذہب کے۔ اب ہم عصر
ایڈوکیٹ لکھنؤ کی تحریر سے معلوم ہوئے کہ وہ
شریعت ہندوستانی پنڈت شام جی کرشن اور
اور اگر چل کر کہا ہے کہ ان وہ زمانہ کہ شری سوامی
جی دیا چند جی مہاراج کی کرپا سے پنڈت شام
جی کرشن معمولی حالت سے سنسکرت کے فاضل
بنے ولایت جاتے ہوئے اپنے گرو سے رخصت
ہوئے آئے اور کہاں نہ زمانہ سے کو پنڈت شام
جی آریہ سماج کے لیے جگہ بن گئے۔
یہ واقعہ آریہ سماج کی خاص توجہ کے لائق ہے
میری رائے میں اصلی باعث ایسے
وقوعات کا یہ ہے کہ آریہ سماج کے اندر
تھنا طبعی طاقت سے اپنی طرف اپنی
دماغ آدمیوں کو اپنی طرف کھینچنے
والی کوئی زیر دست آٹمک درجائی
شخصیت موجود نہیں۔
جن انفاذ کو ہم نے بیان کر دیا ہے یہ خاص توجہ کے
لائق ہیں۔ کیا اس فقرہ سے صاف طور ثابت
ہو گیا کہ آریہ سماج میں روحانی کشش نہ
ہو جو موجود نہیں ہے؟ یقیناً صاف نظر میں آئے
ہو گئے ہیں۔ اور جب کوئی صاحب کشش موجود
نہیں ہے تو یہ سماج کی موت میں کیا سبب باقی ہے کسی
قوم اور مذہب کی زندگی کی اصل روم دہی پاک
وجود ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ سے ایک جذب
اور کشش کی قوت لیکر تاسے وہ اپنی نقابینی
قوت اور کشش سے سبھوں کو اپنی طرف کھینچتا
ہے پھر اپنے پاک انفاذ سے ان میں قوت قدسی
کی شہیم پیدا کرتا ہے جس سے ان میں سعادت
اور شہر کی قوتیں نشوونما پاتے دھکتی ہیں۔ قوت
وہیکے تمام عناصر میں اس اصل زندگی کی بنا پر رہتے
ہیں پھر اسلام میں اس خدا کی رزمیہ کشش کو
عالیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی روحانی کشش کے
اصل نمونے دکھاتے کہ موجود ہے جسے صرف مرنے
والی ایک پہلو سے (علاوہ دلائل وبراہین کافی)

کل مومن کو پاک کر دیا ہے اور اسلام کو سب
ادیان پر غالب کر دیا ہے اور کوئی نہیں جو
اس کے مقابلہ کے لیے سماجی اولاد ویرکات
اور اپنے مذہب کے ذریعہ منشاءات کا ثبوت
دیتے کو ملے۔ پس اے احمدی قوم!
مجھے مبارک ہو کہ تیرا امام وہ لائیکر ہے جس کے
ذہن کی وجہ سے دنیا کی ساری فتنیں ہمارے
ہونے لگی ہیں اور غریب قریب قریب ہمارے
کہ ہم میں کوئی روحانی کشش والا پاک وجود
نہیں۔ کیا اب بھی کوئی منکر ہے گا کہ
سیح موعود کے پاک وجود سے اسلام
کو کل دینوں پر غالب کر دیا ہے؟
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکلامہ الحکم العال
بیلہ مزہد بہار
فرض میں ایک سورہ
پس ہے سنی کیا لڑن
میار ہے والا ہے
کسی مذہبی جماعت کو کسی قسم کی مذہبی تعلیم
کی احادیث نہ ہوگی ان واقعات سے کیا سبق
ملتا ہے؟ عجب کی حالت کا کیسا بدلتا ہے
یہ سب پر بنیاد و فاسد خویشی ہندو
اور شریعت کا سرچشمہ بنا سکتا ہے علی
حالت ہندوئی سے کہ مذہبی عقیدہ کو قانون
رکن کے واسطے فرض اس کی سائنس کو
کر رہی ہے کیا اس مذہب کی شان
مذہبی اصولوں کی پابندی کو ایک انش
کو چھوڑنے والی اور ہندو مذہب و شائستگی
کے پہلے سے والی ہے قانونا رو کی جاری
ہے۔ جب دنیا کی حالت اس طرح ہو رہی
چکی ہے تو کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ
سری قوموں میں حق کی اشاعت کے لیے
اور اسلام کی خوبیاں زمین نشین کرینے
لے خدا کا مامور دنیا میں آنا؟ مذہب
تھا کہ وہ آنا اور وہ سیح موعود ہی ہونا
کیونکہ اس کی روحانیت اس وقت جو حق میں
ہے اور سب سے بڑا کہ سامانوں کے لیے کسی
فرش کن اور مبارک خیمے کے جیسے دہلی کے
گچل جانے کے متعلق حضرت نے فرمایا تھا
کیا اب وہ وقت نہیں آگیا کہ مسیح و جلال
گچل جائے۔ یہ سیح موعود کی توفیق کا دکا
اچھے کاماک بودی کے لوگ کسی نہ کسی
رنگ میں عیسویت کو خیر باد کہہ رہے ہیں
ایسے قرائن کی ضرورت وہ اصل نبیانی
مذہب ہی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ
اس سے انسان کی اخلاقی اور روحانی ترقی
ذہنی ترقیاں مسدود ہوتی ہیں۔ پھر اگر ہم
طرچہ نہ ہی تعلیم کو نہ روکا جاوے تو کیا دنیا
ساری باقی سلسلہ غالبہ احمدیہ کی کیانی
کی بشارتیں ہیں جو مغرب سے آئی ہیں اور
اب وہ وقت تو ہے کہ آفاقی مسیح
سے طلوع ہوا مذہب کو نہ نازہ ہندو

الامراض تشام و
النفس وحقاق
نور علیہ الصلوٰۃ و
اسلام کو مرنے سے
دن پر کی ہے اس کا ثبوت دنیا کے
مختلف حصوں کے حالات سے اٹھ کر کھینچنے
کا کافی رہا ہے حال میں شکار کے ایک حیرت
میں آئے کے موقع پر آگ لگی ۱۰۰۰ کا قریب
قشانی تھے جو اس رخت میں بیت باندھنا
کی طرف دوشے اور پھر دھڑکنے کی کوشش
میں لال ہو گئے۔ عجیب امر افریقی بڑی
ہوتی تھی الامان! ۵۶۴۔ اموات اور
۵۰۰ ہجرت میں کا اندازہ ہوا ہمیں سے لے
جوں لیب تھے عورتیں اور بچے بہت مرنے
ہوئے بیڑیوں کے نیچے لاشوں کا انبار لگ
گیا اور جگہ ۱۰-۱۲۔ خشوں کے ڈھیر لگے
دیکھتے تھے شہر و دیہات سے کان پڑی آواز
سے کافی دیر تھی آگ سے ہر جہاں نازہ
نفسان صباک روٹے ہوئے۔ امداد کی تمام
کوششیں بیکار ثابت ہوئیں۔ مقتولین اکثر
زندگی کی ترقی تین دن تک ہوتی رہی۔
شہر ہر ماہ زندہ سپاہ پرش سے تمام پاک
مقامات اور دکانیں بند ہیں جس کی حالت
ہشترہ کی کی رہش ہر ماہ ۱۵۰۰۰ گھر بند
کر دیے گئے۔ وقار بے عذابہ النار
مذہب انشان
محقق آریہ موعود صیانی
اور حیات میں
ایک نمونہ
عیسائی نے نمونہ آریہ سنت مذہب پر جاری
عبد العزیز کی ہے۔ کے متعلق مذہب و زور
تحریر شام کی ہے جس میں باقی فراموشی
کی ہے کہ وہ عیسائیوں سے ملکر اپنی سنتی
کرے۔ ہماری جگہ میں نہیں آتا کہ عیسویوں
کے اس سنتی کی کیا راہ ہے ملعون کے
ساتھ ملکر لعنت کے سو کیا من سکاتے؟
ماں اگر عیسائی باش وہرے خدایا کن کا بنیاد
اسے دکھانا ہے تو یہ بد امر ہے۔ محقق آریہ
نے شیوگ کے متعلق جواب دیتے ہوئے کہا
ہے کہ اس کو اسٹیڈ کرنا ہوتا ہے اس سے
مراہ ہے کہ آپ تحریر کرے آپ یا اسے جو
ہوگ کے متعلق کوئی رائے ہی تو نہیں کی
طرح! آریہ نے کو تو بہت جلد طیار ہو گئے
مگر ابھی مایوس پوری واقفیت کی ضرورت
ہی نہیں سمجھتی گئی۔ پھر خوش!
وہ مرسلت ہے۔
اس نمونہ آریہ سے ۱۱۶۔ اعتراف میں قرآن
کی تعلیم پر کہے ہیں۔ سوان کا جواب مسلمانوں
کے ذمہ ہے۔ رہا ہے کہ سواری خدائیں ہوتی
نکدہ ہے ہی۔ سواری شاداد صاحب نے بھی
اس کا جواب دیا کہ اسلام شام کو دیا ہے جو
جنت ہے۔ بچے صرف ایک بات بھی نسبت
کوتی ہے نہ کہ دیوید کے صفحہ ۱۰ میں لکھی ہے

یہ نمونہ ہر چہار کی تحریر فرماتے ہیں کہ میں
نے قرآن اور اسلام کو سب سے نیچے درج میں
پایا۔ انیل اور عیسائیت کو اس سے اوپر
کئی درجہ اوپر اور ہندو مت کو عیسائیت کو تو
کرتا۔ اگر عیسائیت کی وہ تعلیم ہر چہ دیکھ
واہیات کے سب سے اسی روک نہ بنیں۔
لاریب ٹیلیٹ کا مسئلہ ایک سخت ادبی جان
سے تاہم کروٹ مار لگاتے ہیں۔ بھٹی کہیں خدا
نے سکھایا ہے۔ مگر اس سے کہ با تحقیق واقفیت
نمونہ ہر چہاری سے اسکو دیکھا۔ محقق کا کام
تھا کیا انمول سے کسی بھی مشنری یا کسی
مسیحی سے جو مہر دلت لگی ہو اسے اسکی بابت
دریافت کیا۔ سخت افسوس ہے۔ کہ با تحقیق
انمول سے اسلام کو چھوڑا ایسے زور و باش
حق پر نامزد آریہ کو خیر ہو تو ہو۔ کیونکہ
طاقت کے وقت جب ہم نے اس سے دریافت
کیا کہ تارخ افسانہ کی ماہیت آپ کی کیا رہی
ہے تو جواب دیا کہ ابھی میں اسکی اسٹیڈی کر رہا
ہوں۔ میرے علم میں کہ پھر تو بہت امانی
آپ نے نہیں کی کہ بغیر کامل سنتی کے آپ سے
اسلام کو خیر باد کہہ کر آریہ دھرم قبول کیا۔ اسلام
میں کیا نقص پایا۔ ہر اب دیکھا کہ ملت خری۔
ان کی کیا تہہ ہے ایک لطیفہ لایا
ہر ناخبر کے مذاق کی خاطر لکھنا ہوں۔ جو سب
حال نمونہ ہر چہاری سے ہے
لطیفہ ایک۔ ہر لانا سات کو کسی سا جوار کا
گھر چری کو گئی۔ ایسا ہے کہ گھر کی باخبر کا
جو کوئی لگا لگا گھر کی اندر گئی اور آپ دیکھ
کے اچھڑا اور بھاگ گیا۔ بھگت پر ایسے اور
رنگ لگے ہوئے کسیکو پتہ نہ لگے کہ چرسا
آریہ دیکھ کر گھر چری چور کو چلا گیا۔ چور
بھلا ہے دیکھا کہ گھر میں قدر جبران ہیں
تو کہنے لگا کہ یہ معلوم ہو تاسے کہ ہر اس
سے اندر کو اور اسباب نہ لکھتا ہر چہ میں
گھر چری ہادی۔ ایسا اس راستہ دیکھا ہے چور
جوں باہر کو لے لگا تو گھر کی اندر میں باہر۔
بھینے ہی حال اس نمونہ آریہ ہر چہاری کا ہے۔
مجھے تو ان کے حال پر سخت افسوس ہے کہ کوئی
سے لکھ کندہ نہیں کیا گیا۔ کمال کو ابھی سچو
سے ملکر اپنی سنتی کرے۔ اگر شری نہ ہو سکتے
تو چہ وہ ہی الذہن ہو لگے۔ تحقیق تو فرحت

تفسیر القرآن

کا ہوا ری نمبر جزوی سلسلہ اسے ان
شاعر، شاعرین شام ہونا شروع ہوا کہ
جو احکام کے ۴ نمبر کے ساتھ روانہ ہوئے
گا۔ اور جلد ۲ کا ہی نمبر
قرار دیا جائے